تحریک فیضان لوح وقلم۔ محمد ساجد رضا قادری رضوی کٹیہاری

حضور رفیق ملت استاذ الاساتذہ نور العلماء حضرت علامہ مولانا الشاہ الحاج
محمد نور الدین احمد نوری ظلہ العالی
پر علماء کے تأثرات بنام

# حضور رفیق ملت علماء کی نظر میں

مرتب

محب العلماء معمار اہلسنت حضرت علامہ مولانا
الحاج مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی صاحب قبلہ
خلیفۂ حضور تاج الشریعہ بریلی شریف و خلیفۂ حضور شیخ الاسلام کچھوچھہ شریف

ناشر:
جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات، جامعہ نگر، قاضی گاؤں
پوسٹ عمل جھاڑی، تھانہ اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور، مغربی بنگال الہند

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب: ......... حضور رفیقِ ملت علماء کی نظر میں۔

مرتب: ......... محب العلماء معمار اہلسنت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ذاکر حسین نوری ثناء القادری، المصباحی صاحب قبلہ خلیفہ حضور تاج السنہ بریلی شریف وخلیفہ حضور شیخ الاسلام کچھوچھہ شریف،

پروف ریڈنگ: مولانا مجیب قیصر نوری رضاء القادری مصباح العلماء ڈاکٹر محمد ارشاد عالم شمس مصباحی، مولانا معراج عالم طیبی۔

کمپوزنگ: مولانا کامل رضا نوری، قادری پریس. 7022786977۔

سن اشاعت: 2020ء

تعداد اشاعت: 500

ناشر: جامعہ حضرت مولانا نورالدین للبنات، جامعہ نگر، قاضی گاؤں
پوسٹ عمل جھاڑی، تھانہ اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور، مغربی بنگال الھند

## ملنے کے پتے

☆ جامعہ طیبۃ الرضا چنچل میٹ، حیدر آباد۔

☆ جامعہ حضرت مولانا نورالدین للبنات، جامعہ نگر قاضی گاؤں۔

☆ حافظ بک ڈپو تین پل، اسلام پور۔ ☆ مولانا بک ڈپو اسلام پور۔

☆ مولانا نورالدین اکیڈمی بنگال۔ ☆ مجلس دعوۃ السنہ آگے رسیا اسلام پور۔

☆ جامعۃ المصطفیٰ حیدر آباد-8978630112۔

# فہرست


| سلسلہ نمبر | فہرست عناوین | تأثرات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| 1 | میری بات۔ | مولانا محمد ارشاد عالم شمس مصباحی | 5 |
| 2 | پاک باطنی حضور رفیقِ ملت کو آبائی واجدادی.... | ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی | 6 |
| 3 | حضور رفیقِ ملت علم وعمل اور اخلاص کے مثلث ہیں۔ | علامہ طفیل احمد مصباحی | 11 |
| 4 | حضور رفیقِ ملت کی ذات یقیناً نقوشِ رفتگاں... | مفتی محمد شجاع الدین قادری | 14 |
| 5 | حضور رفیقِ ملت ایک جامع الصفات شخصیت۔ | مفتی محمد صابر عالم نوری، مصباحی | 17 |
| 6 | ایک خوش آئند قدم۔ | مفتی محمد فداء المصطفیٰ قادری | 20 |
| 7 | حضور رفیقِ ملت ایک متقی پرہیز گار عالم۔ | محمد افتخار حسین رضوی | 23 |
| 8 | حضور نور العلماء، شمس العلماء کے ہم سبق ساتھی ہیں۔ | مفتی محمد اختر علی واجد القادری | 27 |
| 9 | حضور رفیقِ ملت کچھ یادیں، کچھ باتیں۔ | مولانا مشتاق احمد نوری | 29 |
| 10 | حضور رفیقِ ملت بحیثیت علم دوست اور........ | مفتی ساحل پرویز اشرفی | 33 |
| 11 | حضور رفیقِ ملت "قوم کی اہم ضرورت"۔ | مولانا عبد الصمد مصباحی | 39 |
| 12 | حضور رفیقِ ملت آفاقی فکر ونظر کے حامل۔ | مفتی محمد کمال الدین اشرفی | 40 |
| 13 | حضور رفیقِ ملت اور ان کی زندگی.......... | مفتی محمد مدبر عالم نوری | 45 |
| 14 | حضور رفیقِ ملت بحیثیت مقتدائے اہلِ سنت۔ | مفتی معروف رضا مصباح قادری | 48 |
| 15 | حضور رفیقِ ملت ایک محبوب ترین شخص۔ | ڈاکٹر محمد ارشاد عالم شمس مصباحی | 51 |
| 16 | مولانا نور الدین احمد نوری کا کنبہ "نور علی نور" ہے۔ | آفتابِ سخن سردار سلیم صاحب | 53 |
| 17 | حضور رفیقِ ملت کی پدرانہ شفقت۔ | ڈاکٹر ممتاز نیر صاحب | 55 |
| 18 | حضور رفیقِ ملت "میری نظر میں"۔ | ڈاکٹر خواجہ فرید الدین صادق | 57 |
| 19 | حضور رفیقِ ملت نمایاں شخصیت کے حامل۔ | مفتی انصار احمد مصباحی | 61 |
| 20 | حضور رفیقِ ملت صاحب دعوت وعزیمت۔ | مولانا ساجد رضا قادری | 63 |
| 21 | حضور رفیقِ ملت ایک باکمال شخصیت۔ | مولانا مستقیم احمد نوری | 66 |
| 22 | درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ | مولانا منصور عالم مصباحی | 69 |


تحریک۔۔۔ فیضان لوح وقلم۔ محمد ساجد رضا قادری رضوی کٹیہاری

| 23 | استاذ کی عظمت۔ | مولانا توصیف رضا نوری | 72 |
|---|---|---|---|
| 24 | حضور رفیقِ ملت ایک عبقری شخصیت۔ | سید محمد جعفر محی الدین حسینی | 75 |
| 25 | استاذ گرامی مرتبت حضور رفیقِ ملت ............ | مولانا توصیف رضا پوکھریاوی | 78 |
| 26 | ایک جنونی عورت کے علاج کا آنکھوں دیکھا حال۔ | محمد فیضان رضا میکانیکل انجینئر | 82 |


# انتساب

میں اپنی اس کوشش کو والد گرامی وقار حضور رفیقِ ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کے استاذ گرامی منزلت حضور ملک العلماء شارح بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد ظفرالدین بہاری صاحب صحیح البہاری خلیفۂ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام معنون کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے فیضان سے ہم سب کو مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ذاکر حسین نوری ثناء القادری المصباحی

اور رفقائے بزم۔

# میری بات

مصباح العلما حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد ارشاد عالم شمس مصباحی صاحب،
ناظم اعلیٰ جامعۃ المصطفےٰ حیدر آباد۔

الحمدللہ! حضور رفیقِ ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی، علاقے اتر دیناج پور اسلام پور کے زرخیز زمین کے شکم سے کھلا ہوا وہ پودا ہے جس کی خوش حالی و دیدہ زیبی ہر نگاہ کو خیرہ کرتی ہے اور دعوتِ نظارہ دیتی ہے۔

الحمدللہ! حضور محبّ العلماء، عمدۃ العملا، افضل الخطباء، معمار اہلسنت، ناشر مسلک اہلسنت، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی ناظم اعلیٰ جامعہ طیبۃ الرضا حیدر آباد نے حضور رفیقِ ملت کی زندگی کو نہ صرف خود کھنگالا بلکہ علمائے کرام کو بھی بڑی باریک بینی سے حضور رفیقِ ملت کی زندگی کو دیکھنے اور پرکھنے کی دعوت دی۔ علمائے عظام نے حضور رفیقِ ملت کو سنا بھی، پڑھا بھی، دیکھا بھی، پرکھا بھی اور اپنے اپنے تاثرات بھی قلمبند کئے، جسے پڑھ کر محسوس ہوا کہ نیک انسانوں کی نیکی قابلِ دید بھی ہوتی ہے، قابلِ شنید بھی ہوتی ہے اور قابلِ تحریر بھی ہوتی ہے۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے حضور رفیق ملت کو عمر خضر عطا فرمائے اور زود نویس محرر حضور محبّ العلماء مدظلہ العالی کو اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکے از خاک پائے اولیاء:
محمد ارشاد عالم شمس مصباحی آگے رسیا اسلام پور اتر دیناج پور۔
یکم جولائی ۲۰۲۰، بوقت شام ۵ ربج کر ۳۳ منٹ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از قلم فیض رقم: امیر القلم حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی، ممبئی۔

# پاک باطنی حضور رفیق ملت کو آبائی واجدادی وراثت میں میسر آئی۔

قدیم پورنیہ بنام جدید سیمانچل، یہ کوئی نو آبادیاتی کالونی نہیں، ست جگ سے آباد ہے، جو ہند و سندھ، بغداد و بصرہ، بابل و نینوا کی طرح بلحاظ انسانی آبادی کے ہم سرو ہم سفر رہا ہے، یہ خوشگوار و پر بہار خطہ، جو آج کٹیہار، پورنیہ، ارریہ، کشن گنج اور اتر دیناجپور پر مشتمل ہے، سدا سے سنی مسلم حنفی بریلوی رہا ہے، جب سے یہاں صوفیائے اسلام کی آمد کی ہل چل اور چہل پہل ہوئی، تو نور و سرور، خیر و برکت، امن و آشتی کا یہ سلسلہ، جو مسلم عہد حکومت کے قیام سے پہلے شروع ہوا تھا، اس کے زوال و ادبار اور برطانوی راج کے قیام و نفاذ کے بعد تک قائم رہا۔ برطانوی استعمار کے ناسور پسند نظام اور احکام میں بائیس خواجاؤں کی پاک چوکھٹ دہلی کی دہلیز سے ناپاک تحریک تو ہب کی پیدائش و نمائش، ایجاد و ابھار اور وجود و نمود ہوئی، تب بھی یہ خطہ بہت حد تک اس کے زہریلے اثرات سے مامون و محفوظ رہا۔

برطانوی عہد حکومت میں جس طرح سیاسی، معاشی اور تعلیمی میدانوں میں اتھل پتھل ہوئی، اس سے مذہبی شعبہ بھی کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوا۔ اس رستاخیز ماحول میں مشائخ و علمائے سیمانچل نے اپنی جان کی بازی لگا کر دین و شریعت کے حصار کو بنیان مرصوص بنائے رکھا، اس سلسلے کی پہلی کڑی تھے، برہان پورنیہ حضرت شاہ محمد حفیظ الدین

لطیفی رحمان پوری، دوسری صف میں کھڑے تھے، چراغ پورنیہ حضرت شاہ سکندر علی بنی باڑی، قطب پورنیہ حضرت شاہ محمد یوسف رشیدی ہری پوری، ضیغم اہلسنت حضرت مولانا شاہ غلام یٰسین رشیدی چمنی بازار اور نصیر ملت حضرت علامہ مفتی نصیرالدین اشرفی چنامنا وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔ جب میں پورنیہ بولتا ہوں تو اس سے مراد یہ سمٹا ہوا، سکڑا ہوا پورنیہ نہیں، بلکہ وہ پورنیہ ہوتا ہے جس میں دیناجپور اور مالدہ بھی شامل تھا۔

اگر ہم بات کریں تیسری قطار کی، اس میں پچاسوں قد آور علما دکھائی دیں گے۔ اسی طرح اس تسلسل وتواتر کی اگلی نسل، چوتھی کھیپ میں یہ تعداد ہزاروں سے متجاوِز ہوگی، جو ملک بھر کے طول وعرض میں دین وملت اور علم وادب کی کاشت کرتے اور گل ولالہ اگاتے نظر آئے گی۔

خیر! اس وقت ہم بات کریں گے تیسری قطار سے تعلق رکھنے والی عظیم وجلیل شخصیت رفیق ملت حضرت مولانا محمد نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی کی۔

پہلے میں یہ واضح کردوں کہ نہ میں نے ان کو دیکھا ہے نہ پرکھا ہے، لیکن ان کے تعلق سے جو کچھ پڑھا یا سنا ہے، اس ضوا ور جلا میں جتنا سمجھ سکا ہوں، ایک دفتر لکھا جا سکتا ہے، مگر تحریر کی طوالت اور قارئین کی تھکاوٹ کے پیش نظر چند موٹے اور منفرد نکتے سپرد قرطاس کئے دیتا ہوں۔

## پہلا نکتہ۔

وہ پھول، جو بطن بیاباں یا فراز جبل سے کھل اٹھا ہو، اس کا حسن، بانکپن، دلآویزی اور نظرافروزی، جو کسی حنابندی، چمن آرائی اور روش چمن کی بخیہ گیری کی منت پذیر نہ ہو، اور جو محض دست قدرت کی صناعی وکاریگری کا نمونہ ہو، اس سے باذوق تو باذوق، کور طبیعت، کریہہ پسند شخص بھی لطف اندوز ہوسکتا ہے۔ حضرت رفیق ملت بس وہی پھول ہیں، سمجھ گئے آپ!

## دوسرا نکتہ۔

کسان و کوچوان زیادہ تر نیک دل اور پاک باطن ہوا کرتے ہیں، یہ نیک دلی اور پاک باطنی حضرت رفیق ملت کو آبائی و اجدادی وراثت میں میسر آئی، جب کہ ان کے علم وعمل نے ان کی شخصیت کو اور نکھار کر دو آتشہ کر دیا۔

## تیسرا نکتہ۔

## تعلیم کی ابتدا اور تکمیل۔

حصول علم کیلئے پہلی جست علاقائی درسگاہوں کی تھی۔ دوسری جست بحر العلوم کٹیہار، اور تیسری جست منظر اسلام بریلی کی رہی۔ یہیں سے تکمیل ہوئی، اور تدریس کا آغاز ہوا۔ درمیان میں رفیق ملت نے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی سیر بھی کی۔ قطرہ سے گوہر اور شخص سے شخصیت بننے تک، جن علمی اور روحانی ہاتھوں نے ان کی ذہنی تعمیر و تشکیل کی، مقامی اساتذہ کو چھوڑ کر وہ سب کے سب خلاصۂ روزگار افراد تھے۔ مثلاً تاجدار اہلسنت حضور مفتئ اعظم ہند، ملک العلما مصنف صحیح البہاری و دیگر کتب کثیرہ، صدر الافاضل مفسر قرآن وغیرہم علیہم الرحمہ۔

## چوتھا نکتہ۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، تدریس کا آغاز منظر اسلام بریلی سے ہی ہوا۔ خانگی ضرورتوں کے ہاتھوں ناچار اپنے وطن لوٹے، تو کالے بال، ہلکی کالی داڑھی، عنفوان شباب کا سبزہ، نکلتا قد کاٹھ اور اٹھتی جوانی تھی۔ اب کوئی پچپن ساٹھ سالوں میں پل کے نیچے سے کس کو خبر کہ کتنا پانی بہ گیا۔ رفیق ملت تب سراپا شباب تھے، اب سراپا سفید ہیں۔ یہ سارا کا سارا وقت نونہالان ملت کی تعلیم و تربیت میں گذر گیا، جو اپنی جگہ ایک مثال اور ریکارڈ ہے۔ اگر کہا جائے کہ رفیق ملت نے باپوں اور بیٹوں کو پڑھایا اور اب پوتوں کو بھی پڑھا رہے ہیں۔ نسل در نسل تین نسلوں کے استاذ و مربی ہیں، تو بجائے خود اعتراف حقیقت ہے۔

## پانچواں نکتہ۔

مسجدوں کے محراب و منبر کی خدمت کی سعادت اگر کہیں کہ ازلی سعادتمندوں کو ملتی ہے تو بجا ہوگا، اس سعادت سے رفیق ملت تب سے تا حال سرفراز ہیں، یہ عمل بھی نئی نسل کیلئے نمونہ تقلید ہے۔

## چھٹا نکتہ۔

رفیق ملت اپنی اولاد نرینہ میں سے چار لڑکوں کو زیور علم دین سے آراستہ کئے ہوئے ہیں، جن میں محبّ العلما حضرت مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی زید مجدہ اپنی خدمات کے اعتبار سے سب سے نمایاں ہیں۔ یہ اپنے آپ میں ان کی دین پسندی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

## ساتواں نکتہ۔

درسی و درسگاہی خدمات کے علاوہ دیہی و دہقانی باشندوں کی دینی و مسلکی تربیت میں رفیق ملت کا امتیازی کردار رہا ہے۔

## آٹھواں و آخری نکتہ۔

نہ دریا اپنے قطروں کا اور نہ پہاڑ اپنے ذروں کا انکار کرسکتا ہے، یہ ایک بدیہی صداقت ہے۔ بلا تمثیل میں کہنا چاہوں گا کہ ملک کی بڑی بڑی درسگاہوں کی بڑی بڑی سرگرمیوں میں ان ہی دیہی مدرسوں اور ان کے اساتذہ کا بڑا بڑا یوگدان ہے۔ اس لئے کہ طلبا کی ابتدائی تعلیم اور انکی سیرتوں کو سنوارنے میں ان ہی مدرسوں اور مُدرِّسوں کا خون جگر شامل ہوتا ہے۔

## تحسین و آفرین

سیمانچل کے ان علما کو پیغام دوں گا جو نئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ پیغام یہ ہے

کہ وہ اپنے ذوق کے مطابق ملکی وآفاقی موضوعات پر ضرور کام کریں، مگر اپنی زمین سے جڑے حقائق ومسائل اور افراد وشخصیات اور ان کے نمایاں کارناموں کو ہرگز ہرگز فراموش نہ کریں، جس کی ایک چمکتی دمکتی مثال محبّ گرامی وقار محبّ العلما حضرت مفتی ذاکرحسین نوری فناء القادری زیدمجدہ کی ذات والا صفات ہے۔ اس لئے اپنے دل بیتاب کی طرف سے حضرت محبّ العلما کی خدمت میں تحسین وآفرین کی سوغات حاضر ہے۔

نوٹ۔ یہ چند سطور ان ہی کی فرمائش پر معرض تحریر میں آئیں ۔

فقط

از: غلام جابر شمس مصباحی ممبئی۔
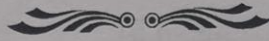
از: ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا طفیل احمد مصباحی صاحب قبلہ
سابق سب ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور۔

# حضور رفیق ملت دام ظلہ، علم وعمل اور اخلاص کے مثلّث ہیں۔

بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، تلمیذِ ملک العلماء، رفیق ملت حضرت علامہ الحاج محمد نور الدین احمد نوری دامت برکاتھم العالیہ کی تہہ دار فکر و شخصیت، بیشمار اوصاف و کمالات کی حامل ہے۔ ان کی ذات بیک وقت علم و حکمت، دین و دانش، کردار و عمل، زہد و تقویٰ، عاجزی و انکساری، سادگی و بے ریائی اور حلم و بردباری کے جوہر سے مالا مال ہے۔ وہ علم و عمل اور اخلاص کے مثلّث ہیں۔ ان کے صحنِ حیات میں عالمانہ وقار اور درویشانہ فضل و کمال کا چاند پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی چاندنی بکھیرتا نظر آتا ہے۔ حضور مفتی اعظم کی شانِ تفقہ اور ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری کا علمی رسوخ ان کی ذات میں ابھرے ہوئے نقوش کی طرح نمایاں ہے۔ ان دونوں بزرگوں ( مفتی اعظم ہند و ملک العلماء ) سے آپ کو شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف کے باوقار اور قابل فخر فرزندوں میں سے ہیں۔ شرف تلمذ کے علاوہ حضور مفتی اعظم ہند کی نگاہ خاص سے بھی مالا مال ہیں۔ ملک العلماء کے دبستان علم و حکمت کی آپ ایک خوب صورت یادگار اور آج کے اس دورِ قحط الرجال میں اپنے اساتذۂ کرام کے علمی و روحانی جانشیں ہیں۔ جامع معقول و منقول حضرت علامہ محمد سلیمان اشرفی بھاگل پوری سے بھی آپ نے اکتسابِ فیض کیا ہے۔

حضور رفیق ملت دام ظلہ کی پوری زندگی درس وتدریس اور قوم وملت کی اصلاح وتبلیغ میں گذری ہے۔تقریباً ستّر (۷۰) سالہ تعلیمی وتدریسی تجربہ رکھتے ہیں۔اور درس نظامی کے ایک دقاق اور متبحر عالمِ دین کی حیثیت اپنے علاقے میں شہرت رکھتے ہیں ۔مہوا گرناباڑی ضلع اتر دیناج پور، بنگال اور اس کے قرب وجوار کے ہزاروں علمائے کرام وفضلائے عصر کو انھوں نے اپنی شرابِ علم وحکمت سے سیراب کیا ہے۔گرناباڑی اور اس کے اکناف کی پانچ پشتیں آپ کے دامن علم وادب سے وابستہ رہی ہیں۔اس وقت آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ملک کے کونے کونے میں دین ودانش کی گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہے۔خالص علمی شخصیت کے مالک ہیں۔علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ اخلاص ان کی کامیاب ترین زندگی کا سب سے اہم، قابل قدر اور مہتم بالشان پہلو ہے۔تعلیم وتدریس، دعوت وارشاد، وعظ وتلقین، نماز کی حد درجہ پابندی، قرآن کی تلاوت اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا، یہی ان کا طرۂ امتیاز اور مقصدِ حیات ہے۔آج سے ۹ر ماہ پیشتر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ میں راقم الحروف کی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ان کے علمی جاہ وجلال اور صوفیانہ طرز ووضع کو دیکھ کر کافی متاثر ہوا۔نہایت خلیق، منکسر المزاج اور حلیم الطبع انسان ہیں۔معمولی لباس زیب تن کرتے ہیں اور بہت سادہ زندگی گذارتے ہیں۔اپنے فضل وکمال پر درویشی کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ میں نے انھیں وسیع علم اور متبحر مطالعہ رکھنے والا جید عالمِ دین پایا۔دورانِ ملاقات حضور رفیقِ ملت دام ظلہ سے جب میں نے ان کے اساتذہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ملک العلماء اور حضرت علامہ سلیمان بھاگل پوری علیہما الرحمہ کا نام خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ حضرت ملک العلماء نے ہم لوگوں کو ''علم'' کے ستر معانی بتائے تھے ۔یہ بات سن کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔افسوس کہ آج نہ ایسے باذوق طلبہ رہے اور نہ ایسے باکمال اور متبحر اساتذہ جو اپنے تلامذہ کے سینے میں علوم وفنون کا سمندر انڈیل سکیں۔حضرت مفتیٔ اعظم ہند وحضرت ملک العلماء علیہما الرحمہ کے ایسے صاحبِ کمال اور قابلِ فخر شاگرد آج دور دور تک نظر نہیں آتے۔اللہ تعالیٰ آپ کی دینی وملی اور تدریسی

خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کے عمر و اقبال میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

اس وقت آپ کے صاحب زادہ والا تبار محب العلماء حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی دام ظلہ العالی ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کا نمونہ بن کر علم وادب اور دین وسنیت کے مقدس فرائض نہایت خلوص وللّٰہیت اور غایت محنت و جانفشانی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ متعدد تعلیمی اداروں کے بانی ومہتمم ہیں۔ معقولات ومنقولات میں اپنے والد ہی کی طرح خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ خالص علمی و اصلاحی تقریر کرتے ہیں اور شعر وادب کے رمز آشنا ادیب وشاعر ہیں۔ ان کی دینی وملی، ادبی اور سماجی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ بڑے فیاض، کشادہ قلب، تقویٰ شعار اور ہمیشہ عوامی فلاح وبہبود کے لیے کوشاں رہنے والے عالم وفاضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دینے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

آمین۔

از قلم: محمد طفیل احمد مصباحی
سابق مدیر ''ماہنامہ اشرفیہ'' مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔

از قلم فیض رقم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شجاع الدین قادری برکاتی صاحب قبلہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ بنگال۔

# رفیق ملت کی ذات یقیناً نقوش رفتگاں کی یادیں تازہ کرنے والی ذات ہے۔

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گروپ کے سارے احباب بہ عافیت ہونگے، شاداں وفرحاں بھی!

میں اپنی مختصر تحریر میں جناب ہاشم صاحب سے مخاطب ہوں۔ علم وحکمت مومن کا گم شدہ خزانہ ہے، جہاں سے حاصل ہو، اسکا اکتساب ضرور کیا جائے، پیام رفیق ملت بلاشبہ علم وادب کے وہ شہ پارے ہیں، جنکا فیض ہم سب کے لئے مفید فی الدنیا والآخرۃ ہے۔

اسی طرح ان کے فیوض و برکات سے مستفید کرایا جائے، ساتھ ہی ہمارے علاقائی اکابرین مثلاً استاد گرامی حضرت خواجہ مظفر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، استاذ محترم حضور فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ جیسے چوٹی کے علمائے ربانیین کے آفاقی پیغام عام سے بھی روشناس کرایا جائے، تاکہ ہم بیماروں کا علاج ومعالجہ ہر طرح کے روحانی حکماء سے زیادہ بامقصد وکارگر ثابت ہو۔ نیز میرے لئے یہ کم نصیبی ہے کہ علاقائی ہونے کے باوجود ممدوح گرامی حضرت علامہ نورالدین احمد نوری اور آپ کے شہزادے مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری صاحب سے ناواقف ہوں۔ اور پروفائل میں آپ کا اسمِ گرامی ھاشم شوکرتا ہے اس وجہ سے آپ کی ذات باوقار سے بھی ناآشنائی ہے، اس لیے گذارش ہے کہ مذکورہ بالا دو اہم شخصیات کے ساتھ

ساتھ آپ اپنا تعارف بھی لابدی کرائیں کہ بہرحال علم جب بھی حاصل ہو وہ علم ہی ہے اور علم ہمیشہ صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

علامہ نورالدین وعلامہ ذاکر حسین فناء القادری صاحبان کے آپسی محادثاتی گفتگو میں عجب رنگ کی روحانیت محسوس ہوتی ہے، جسکی طرف نہ چاہتے ہوئے بھی میلان طبع چلا جاتا ہے، پیاسے قلوب سیرابی کو مائل ہوئے جارہے ہیں۔

رفیق ملت کی ذات یقیناً نقوشِ رفتگاں کی یادیں تازہ کرنے والی ذات ہے، حضرت کے ننھے ننھے جملوں میں اپنائیت کی ایسی خوشبو محسوس ہوتی ہے کہ بس ایسی خوشبو ملتی رہے اور مشام جاں معطر رہے، ماشاءاللہ محبّ العلماء کی آپ بہترین، لاثانی مثال بھی ہیں، کہ آج کی تاریخ میں جہاں کم ظرفی کا مظاہرہ سرگرم عمل ہے اور لاک ڈاؤن کی دہائی دے کر علماء، ائمۂ مساجد کی مختصر تنخواہوں میں اضافے کی بجائے کٹوتی کی بات کی جائے، نہ ماننے کی صورت میں راہ خروج واخراج کی تخویف کی جائے، مگر رفیق ملت صاحب قبلہ کی شفقتوں، علماء نوازی، دینی ہمدردی کا کوئی جواب نہیں کہ موجودہ مہاماری کی پرخطر گھڑی میں بھی اسلاف کے نقش قدم پر اٹل ہیں، حق گوئی اور اس میں بے باکی کا حال یہ کہ حالات جو بھی ہوں جیسے بھی ہوں مگر تعلیمی اسفار بند نہ ہوں اور نا ہی تنخواہوں میں کمی کی جائے بلکہ یہ وقت، وقت مدد ہے، علماء کی مزید اعانت کی جائے، بیش بہا تنخواہیں دی جائیں۔

سبحان اللہ اے کاش!

ہمارے موجودہ سارے اکابرین کی سوچ وفکر بھی حضور رفیق ملت کی جیسی ہوتی اور انہیں کے نقوش، علمائے کرام کے لئے مشعلِ راہ بنتے تو شاید ہم چھوٹے چھوٹے عالم نما طلباء کی یہ حالت نہ ہوتی، جو اب ہے، کہ آج عوام کالانعام جو ہر جگہ علمائے کرام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مد مقابل بنی ہوئی ہیں، یہ ان جہلاء کی پیدائشی حرماں نصیبی تو ہے ہی، ساتھ ہی کچھ محدود فکر، حاشیہ برداران کمیٹی اور مولانا ہیں، جن کی حاشیہ برداری سے بھی آج پوری جماعت علماء، کمیٹی کے ظلم وتشدد کے شکار ہیں، بہرحال

ہم کون ہوتے ہیں علمائے ذوی الاحترام کو جلی کٹی سنانے والے مگر کیا کیا جائے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے

مگر یہ آگ اس وقت سرد پڑ جاتی ہے، جب رفیق ملت جیسے دور اندیش، خیر خواہان قوم، مایوس دل، جگر کو دلاسا دینے کے لئے سکون گیر، دل پذیر آب حیات کے چند روحانی قطرے ڈال دیتے ہیں، تو پھر بے قرار دل کو قرار، بے چین جگر کو چین آ ہی جاتا ہے بہر کیف

''فیضانِ لوح وقلم'' کے ممبران سے گذارش ہے کہ ہمارے سیمانچلی جن اکابرین اسلام پر ان کی دینی وملی خدمات کے حوالے سے اب تک کچھ نہیں لکھا جاسکا ہے، اس پر کام کیا جانا چاہئے ،اور مفید مشوروں کے بعد اس اہم کام پر توجہ مبذول کی جانی چاہئے۔معذرت خواہ ہوں، بات لمبی ہوگئی، اختصار میں من کی بات رکھنی تھی، مگر سامنے والا روحانی پیشوا ہی کچھ ایسا مل گیا کہ آپ کی پیشوائی میں اپنی اوقات بھول گیا ۔یوں بارڈر کراس کر گیا۔الحاصل!

اس وقت ہمارے مدارس کے لئے سب سے زیادہ مسائل درپیش ہیں، خاص طور پر مدرسین حضرات پر تو اللہ ہی رحم فرمائے ،تاہم ہمیں دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ حسب سابق اپنی لگن میں مگن رہنا ہی راہ نجات ہے۔

حتیٰ الامکان درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا جائے ،اس کے لئے ضروری نہیں کہ بالمواجہ ہو۔احکام تعلیمات اوامر تدریسات؛ نظام سابق پر چل رہے احوال جامعات ومدارس پر مدار نہیں بلکہ موجودہ دور ٹیکنالوجی کا دور ہے، اس کے ذریعے سے بھی دینی مقاصد وابستہ کئے جاسکتے ہیں اور وہاٹس ایپ، ٹیلی گرام، زوم ایپ Zoom App وغیرہ کے توسط سے بھی تعلیمی سلسلہ سفر جاری رکھا جا سکتا ہے، اس کے لئے جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مرکز الدراسات الاسلامیہ بریلی شریف کو فولو کیا جا سکتا ہے، اس طریقہ کار پر علمی سفر جاری رکھنے کے دو فائدے ہیں، ایک تو لمبے ٹائم تک طلباء علم و

ادب سے دور رہے، جس کا نقصان کافی ہوا، پس اس عمل سے طلباء کا ربط وضبط دین و مذہب سے جڑا رہے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ تنخواہیں لینے میں آن لائن درس وتدریس کا یہ پروگرام حد درجہ کارگر ثابت ہوسکتا ہے۔

ان شاء اللہ عزوجل اس ناچیز کی صدارت میں جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ بنگال میں آن لائن درس وتدریس کا سلسلہ آغاز ۲۳ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ پیر کے روز سے ہوسکتا ہے۔اس کے لئے دو طریقے اپنائے جائیں گے۔ پہلا طریقہ بذریعہ زوم دوسرا واٹس ایپ۔ دوسرا طریقہ غالباً سب کو معلوم ہے زوم کی لنک سینڈ کرتا ہوں، ممکن ہے کسی کو فائدہ ہو جائے۔

دعاؤں میں یاد رکھیں والسلام مع الاکرام۔

از: محمد شجاع الدین قادری برکاتی۔
خادم جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ بنگال۔

(بشکریہ واٹس ایپ گروپ فیضان لوح وقلم) (ذاکر نوری)

از قلم حق رقم: فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا مفتی
**محمد صابر عالم نوری صاحب قبلہ حفظہ اللہ،**
مقام حسین پور ریلوے اسٹیشن، اسلام پور ضلع اتر دیناج پور۔

## حضور رفیق ملت: ایک جامع الصفات شخصیت۔

نور العارفین، بدر الکاملین، شیخ طریقت، مرشد برحق حضور علامہ الحاج سید شاہ نور

علی قدس سرہ الباری کے مقربین میں جن اہم شخصیتوں کا نام آتا ہے، انھیں میں سے ایک عبقری شخصیت، عالم سنیت، رفیق ملت حضرت علامہ مولانا محمد نور الدین احمد نوری دام ظلہ کی ذات بابرکت بھی ہے۔

آپ اپنے اسلاف اور بزرگوں کی وراثتوں کے امین، عشق خدا و رسول سے نہال و سرشار، دین و دیانت میں سرآمد روزگار اور حق گوئی و حق پسندی کے عظیم شاہکار ہیں۔ شمالی دیناج پور کے اکابر علما میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے مقتدر علمائے کرام سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور مشائخ اہل سنت سے اکتساب فیض کیا، پھر سلسلہ نقشبندیہ کے مقبول ترین بزرگ، سراج الاولیاء حضور سید شاہ نور علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور فیضان نوری سے فیض یاب ہو کر علاقے میں نوری کرنیں خوب خوب بکھیرے، اساتذہ کی امانتوں کو اپنے تلامذہ تک پہنچانے میں امین ثابت ہوئے، آپ نے ستر سالوں تک طالبان علوم نبویہ کو زیور علم سے آراستہ کیا، اس طویل عرصے میں آپ نے ہزاروں لعل و گوہر پیدا کیے، درجنوں مخلص علما تیار کیے۔ آپ کے فیضان علم سے سرفراز فضلا آج بڑے بڑے عہدے پر فائز المرام ہیں، آپ کے کثیر تلامذہ مسند صدارت و قیادت کو زینت بخش رہے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ پیڑ کے ہر پھل کو چکھا نہیں جاتا، کہ وہ کھٹا ہے یا میٹھا، بلکہ جو ہاتھ آ جائے، اسی پر تمام پھلوں کو قیاس کیا جاتا ہے۔

تو آیئے اسی شجر علم ''حضرت رفیق ملت'' کے ثمر قریب محبّ العلماء حضرت مفتی ذاکر حسین صاحب نوری فناء القادری کو دیکھ لیں جن کے علم و عرفاں کی بارشوں سے خطۂ حیدر آباد سرسبز و شاداب ہے۔

حضرت رفیق ملت جس علاقے میں بھی علمی خدمات انجام دیئے، وہاں کے لوگوں میں دینی، علمی بیداری بھی پیدا ہوئی اور نیک کاموں میں جذبۂ مسابقت بھی، آپ کی ترغیب و ترہیب سے سینکڑوں بدعمل صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔

بارہا سنا گیا ہے کہ حضرت کی دعوت و اصلاح کا رنگ نہایت دلکش اور انوکھا ہے،

آپ کی مؤثر باتوں سے دل کو سکون، عقل کو روشنی، ذہن کو پختگی اور علم کو توانائی ملتی ہے، آپ کی دعوتی اور اصلاحی انداز میں حکمت، موعظت، انذار وتبشیر اور دلجوئی وخیر خواہی کے عناصر بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ گفتگو میں تعلّی اور ادعائیت بالکل نہیں ہوتی ،طرز تخاطب اس قدر دل نشیں کہ ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کی پوری مثال صادق آتی ہے۔

علاوہ ازیں قادر مطلق نے آپ کی ذات میں بے شمار خوبیاں بشکل قوس وقزح ودیعت فرمایا ہے:

نماز سے حد درجہ محبت، فرائض وواجبات کی پابندی، اخفائے حسنات کی کوشش، تواضع وخاکساری جیسی خوبیوں سے آپ خوب آراستہ ہیں۔

اب عمر طبعی کے آخری مرحلے میں حضرت اگرچہ تعلیمی شغل سے کنارہ کش ہو چکے ہیں، مگر '' خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ '' کے تحت حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے رہتے ہیں، صبح تا شام جب دیکھئے! دردمندوں کے ہجوم نے انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس پیکر خلوص کو گردش ایام سے محفوظ رکھے۔

شعر

ہو عطا تجھ کو سدا احسن صحت، طول حیات
تجھ کو تابندہ رکھے ہر دم خدائے کائنات

بقلم
محمد صابر عالم نوری مصباحی
خادم درس وافتادار العلوم فدائیہ نوریہ پاچھورسیا، اسلام پور،
اتر دیناج پور، مغربی بنگال۔

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فداء المصطفی قادری مصباحی صاحب قبلہ، بانی تحریک پیغام حق اسلام پور ضلع اتر دیناجپور بنگال۔

# ایک خوش آئند قدم۔

مغربی بنگال کے اتر دیناج پور ضلع میں واقع شہر اسلام پور، ایک بڑا مشہور علمی اور سیاسی شہر ہے۔ اس کی شہرت کے یوں تو بہت سے قصے ہیں، مگر اس شہر کے اطراف واکناف میں علماء کرام کی کثرت کی وجہ سے بھی اسے ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ملک بھر کے بیشتر صوبوں اور شہروں میں یہاں کے علماء کرام بستے ہیں۔ اس علاقے سے تعلق رکھنے والے علماء بہت سی عظیم دینی درسگاہوں اور ممبر ومحراب کی زینت بنے ہوئے ہیں، مگر ان سب کے باوجود اس خطہ کا یہ بھی ایک المیہ ہے کہ وہ علماء کرام جو دوسرے صوبوں اور شہروں میں شیخ الحدیث، استاد العلماء اور نہ جانے کیسے کیسے معزز القاب سے یاد کئے جاتے ہیں، انہیں اپنے ہی علاقے میں کوئی شناخت نہیں مل پائی۔

اسی علاقے میں بدر ملت حضرت مفتی بدرالدین صاحب علیہ الرحمہ جیسا مبلغ و مرشد برحق جلوہ افروز ہے۔ استاد العلماء حضرت نصیر ملت جیسے قطب وقت بھی اسی سرزمین کے عظیم فرزند ارجمند ہیں۔ اشرف العلماء شیخ المشائخ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی غلام مجتبی اشرفی صاحب قبلہ جیسے عظیم محقق و مفتی بھی اسی اطراف کی دین ہیں، مگر افسوس کہ یہ عظیم ہستیاں بے نامی کے قعر عمیق میں گم ہو کر رہ گئی ہیں، اور اب حالات ایسے ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی ان پر معلومات جمع کرنا یا کچھ لکھنا چاہے تو سوائے چند عوامی واقعات کے کچھ بھی ہاتھ آ پانا مشکل ہے . خیر ہے کہ حضور شمس العلماء کے علماء نواز شہروں میں رہنے کی وجہ سے آپ کے کچھ علمی کارنامے وہاں محفوظ ہیں، بلکہ حال ہی میں یہ عظیم خوشخبری سننے کو ملی کہ حضرت کے فتاوؤں کا ایک ضخیم مجموعہ شائع ہو رہا ہے۔ اللہ

کرے یہ کار خیر جلد از جلد پائے تکمیل کو پہنچے۔

ہمارے علاقے کے حالات اس قدر افسوسناک ہیں کہ ان بزرگوں کا عوام تو عوام اپنے علماء کے درمیان بھی صحیح سے تعارف نہ ہوسکا، جبکہ یہ ایسی عظیم ہستیاں تھیں کہ اگر یہ یوپی یا کسی دوسرے صوبوں کی ہوتیں تو اب تک ان پر کئی سمینار ہو چکے ہوتے، درجنوں کتابیں لکھی جا چکی ہوتیں، کئی مدارس و لائبریریاں ان کے نام سے قائم ہو چکی ہوتیں، مگر افسوس کہ صدیوں بعد پیدا ہونے والی ایسی نابغہِ روزگار شخصیتیں گمنامی کا شکار ہو کر رہ گئیں، اور بچے کھچے چند بوسیدہ نقوش بھی آہستے آہستے مٹتے جا رہے ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو کہیں ایسا نہ ہو، آنے والی نسلوں کو ان کا نام تک معلوم نہ ہو۔

لائق مبارکباد ہیں محبّ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی ذاکر حسین نوری صاحب قبلہ جنہوں نے اس سنگلاخ زمین میں بیج بونے کا ارادہ فرمایا اور ان عظیم شخصیتوں کو گمنامی کے اندھیروں سے نکال کر ان کی حیات و خدمات کو تصنیف و تالیف کے پیکر میں ڈھال کر ہمیشہ و ہمیش زندہ رکھنے کا عزم مصمم کیا ہے، بلکہ کئی شخصیتوں پر انہوں نے کام بھی شروع کر دیا ہے۔ اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی رفیق ملت حضرت علامہ و مولانا نور الدین احمد نوری صاحب قبلہ کی سوانح نگاری ہے جو کہ اس وقت آخری مرحلے میں ہے۔

یوں تو ذاتی طور پر میں حضرت رفیق ملت مدظلہ العالی سے بہت زیادہ واقف نہیں مگر مفتی صاحب قبلہ جو کہ حضرت کے ہونہار فرزند ہیں، ان سے کئی بار حضرت کا ذکر جمیل سننے کا شرف رہا ہے، وقتاً فوقتاً حضرت سے متعلق مفتی صاحب موصوف کی تحریریں بھی پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں اور اب موصوف، حضرت رفیق ملت اور ان کے ساتھ بہت سے اکابرین اہل سنت کی حیات و خدمات کو صفحہ قرطاس پر اتارنے کی تگ و دو کر رہے ہیں، جو ایک خوش آئند قدم ہے۔ اس سے نہ صرف بنگال بلکہ ملک بھر کے لوگ ہمارے اکابرین کے کارناموں سے واقف ہوں گے۔

حضرت رفیق ملت مدظلہ العالی کی سوانح پر مشتمل چند صفحات پڑھ کر یہ معلوم ہوا

کہ حضرت رفیق ملت نہ صرف ایک جید عالم دین ہیں بلکہ آپ ان بعض عظیم ہستیوں کی بارگاہ کے خوشہ چیں بھی رہے ہیں، جن کے در سے وابستگی اپنے آپ میں ایک سند مانی جاتی ہے۔ انہیں عظیم ہستیوں میں سے شہزادہ اعلی حضرت سرکار مفتئ اعظم ہند و ملک العلماء سیدنا سرکار ظفر الدین بہاری علیہما الرحمۃ والرضوان ہیں۔ ان نفوس قدسیہ سے حضرت موصوف کو شرف تلمذ حاصل ہے، حضرت نے ایک لمبے عرصے تک ان بزرگوں سے اکتساب فیض کیا ہے۔

حضرت کے علم وحکمت کا باران کرم تقریبا 60 سال سے اپنے علاقے کو سیراب کر رہا ہے۔ آپ کی تقوی شعاری ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یقیناً ایسی ہستیاں بڑے نصیب سے میسر ہوا کرتی ہیں۔ اس زمانے میں لوگوں کے درمیان ان کا وجود مسعود اجڑے ہوئے چمن کے لئے بہار جاوداں سے کچھ کم نہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میں پھر مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری صاحب قبلہ کو ان کے اس عظیم کارنامے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انہوں نے جو عظیم بیڑا اٹھایا ہے، اسے جلد از جلد پورا کر کے ہمارے اسلاف کے مٹتے ہوئے نقوش کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ فرمائیں گے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان بزرگوں کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل بنا سکیں۔

اللہ تعالی ہم سبھوں پر اکابرین کا سایہ برقرار رکھے اور مفتی صاحب قبلہ کو اس عظیم کام میں ثبات قدمی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

فداء المصطفی قادری مصباحی
خادم الافتاء شرعی عدالت سنکیشور کرناٹک
7 ذی القعدہ 1441ھ بمطابق 29 جون 2020

از قلم: محمد افتخار حسین رضوی، محلّہ، اردو کالونی، ٹھاکر گنج، کشن گنج بہار

# حضور رفیق ملت ایک متقی و پرہیز گار عالم

(قلبی و فکری تاثرات)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مغربی بنگال ہندوستان کا ایک قدیم تاریخی مشہور و معروف صوبہ ہے، اسی میں ایک مشہور مردم خیز ضلع ہے، شمالی دیناجپور جو صوبۂ بہار کا شہرت یافتہ مسلم اکثریتی ضلع کشن گنج سے متصل ہے۔

تہذیب و تمدن و ثقافت، لسان وزبان، اور بود و باش کے لحاظ سے کشن گنج اور شمالی دیناجپور میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اس علاقہ کی اکثریت سیدھے سادے بھولے بھالے غربت زدہ کسانوں پر مشتمل ہے، تعلیمی لحاظ سے بھی یہاں کی اکثریت پسماندہ تھی اور ہے، تقریباً سو سال پیچھے جھانک کر دیکھیں تو جہالت کی مزید تاریکیوں میں یہ خطہ ڈوبا نظر آئیگا ........ مگر اسے خوش نصیبی کہئے کہ صدیوں سے اہل علم و فن کے علمی فیض سے بھی یہ علاقہ فیضیاب ہوتا رہا، مختلف سلاسل کے بزرگان دین، اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے روحانی فیوض و برکات سے بھی سیراب ہوتا رہا، تاریخ کے مطالعہ سے یہ تمام حقائق روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتے ہیں۔

علمی و روحانی فیوض و برکات سے جہاں اس علاقے کے مختلف گوشے سیراب ہو رہے تھے، وہیں شمالی دیناج پور کا اسلام پور شہر کے قریب بسا ہوا قاضی گاؤں بھی اس

علمی و روحانی فیض سے محروم نہ رہا، بلکہ اس گاؤں کے ایک نیک فرد جناب پیر محمد صاحب پر ایسا علمی و روحانی رنگ چڑھا کہ انہوں نے اپنے ایک ذھین وفطین بیٹے کو ہی علمائے کرام اور پیران عظام کے حوالے کر دیا ........ پھر کیا تھا کہ کسان کا یہ بیٹا نوری و اشرفی و رضوی جام پیتا ہوا عظیم و عبقری علمائے اسلام و مفتیان ذوی الاحترام کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ بچھا کر علوم وفنون کے موتی چنتا ہوا، اخلاق وادب کی بھٹی میں تپتا ہوا، زیور علم سے آراستہ وپیراستہ ہوکر، اخلاق حسنہ، خصائل حمیدہ، شمائل جمیلہ اور اوصاف جلیلہ سے متصف ہوکر حسین پیکرِ علم وعمل بن کر ابھرا، اور مرکز اہلسنت بریلی شریف کی علمی و روحانی فضا کے افق پر نمودار ہو کر شمالی دیناجپور میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنے لگا ....... اس عظیم عالم ربانی، صوفی باصفا، جامع العلوم والفنون، متشرع عالم، مفتی اعلی، عمدہ استاذ و اتالیق، باثر معلم و مدرس کا مبارک نام حضور رفیق ملت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا الشاہ الحاج محمد نورالدین نوری مدظلھم العالی ہے۔

یہ وہ عظیم یادگار اسلاف شخصیت ہیں، جنہوں نے نصف صدی سے زائد کا عرصہ ہوا، اپنے علاقے میں قائم معقولات ومنقولات کا علمی مرکز دارالعلوم مدرسہ نورالایقان کے مبارک درس گاہ سے اپنی گراں قدر علمی و تدریسی فیضان سے شمالی دیناجپور اور سیما نچل کو سیراب کرتا رہا، انکی بارگاہ درس و تدریس سے تعلیم وتربیت حاصل کر کے ہزاروں طلبہ علم وفن کے شمس وقمر بنکر ملک گیر پیمانے پر چمک رہے ہیں، خود آپ نے اپنے چار سعادت مند بیٹوں کو عالم و فاضل اور مفتی بنا کر خدمت دین و شریعت کیلئے وقف فرما دیا ہے ..... اور آج بھی اس مبارک ہستی کے دریائے علم سے لوگ اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔

مگر آپ کو یہ جان کر قدرے حیرت ہوگی کہ اس عظیم اور مبارک ومقدس، متقی و پرہیز گار علمی و روحانی شخصیت سے اب تک متعارف نہیں تھا، نام تک معلوم نہ تھا، جبکہ میں بھی کشن گنج کا ہوں اور حضور رفیق ملت کے آبائی وطن سے محض پچیس تیس کیلو میٹر دور ہوں، حالاں کہ میں انکے تقریبا تمام ہم عصر عظیم علمائے ذوی الاحترام سے واقف ہوں۔

شاید اب تک حضور رفیق ملت پر اہل قلم نے توجہ نہیں دی ہوگی۔اور حضرت کی حیات وخدمات پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہوگی۔یا پھر علمائے کرام کی مجالس سے میری دوری کا نتیجہ ..........وہ تو حسن اتفاق کہئے کہ سیمانچل کے مشہور ومعروف ادیب وشاعر ''نوائے بنگال'' کے ایڈیٹر حضرت مولانا محسن نواز محسن صاحب نے مجھے اپنے وہاٹس ایپ گروپ سیمانچل کے اہل قلم میں شامل کرلیا اور مجھے احساس ہوا کہ اس گروپ سے جہان علم کی ایک جانی مانی معروف ذی علم شخصیت اور ماہر زبان ولسان سدا بہار قلم کار محبّ العلماء حضرت علامہ ومولانا مفتی ذاکر حسین فناء القادری نوری صاحب بھی منسلک ہیں۔

محبّ العلماء مفتی فناء القادری صاحب کے مبارک نام سے میں بعض رسائل سے ماضی قریب میں آگاہ ہوا تھا، تب سے میرا دل حضرت کے مکمل تعارف کا تجسس تھا........ پھر کیا تھا، فورا رابطہ بھی ہوا، ہمکلامی کا شرف بھی حاصل ہوا، اور پھر انہیں کے زبان فیض ترجمان سے یہ جان کر خوشگوار حیرت سے ہمکنار ہوا کہ حضرت فناء القادری خود ایک عظیم باصلاحیت عالم باعمل حضرت علامہ نورالدین صاحب کے آغوش تربیت کے فیض یافتہ لائق وفائق فرزند ہیں۔

تفصیلی گفتگو کے دوران انہوں نے حضور رفیق ملت کی حیات مبارکہ کے مختلف تابناک گوشوں سے پردہ اٹھایا اور میں ان کے والد گرامی وقار کی حقیقی علمی حیثیت اور حضرت رفیق ملت کے بلند و بالا مقام ومرتبہ سے واقف ہوا ........ اگرچہ دیدار سے محروم ہوں مگر حضرت سے عقیدت پیدا ہوچکی ہے ....... یہ جان کر میں فرحت ومسرت سے جھوم اٹھا ہوں کہ علامہ محمد نورالدین صاحب قبلہ تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلی حضرت حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مقدس بارگاہ کے تربیت یافتہ وفیض یافتہ شاگرد رشید ہیں، بلکہ حیرت بالائے حیرت ہیکہ سرکار مفتئ اعظم علیہ الرحمہ حضرت رفیق ملت کی اقتدا میں نماز بھی ادا کرتے تھے .....ان سے محبت رکھتے تھے ...... رفیق ملت حضور مفتی اعظم ہند کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں، ملک

العلماء علامہ ظفرالدین بہاری، رئیس المتکلمین علامہ مفتی سلیمان اشرفی بھاگل پوری بہاری، اور استاذ العلماء حضرت علامہ ومولانا نصیرالدین صاحب اشرفی علیھم الرحمۃ والرضوان کے بھی خاص شاگردوں میں سے ہیں، اور خانقاہ سمرقندیہ دربھنگہ کے عظیم صوفی بزرگ سراج العارفین حضور سید شاہ نور علی صاحب علیہ الرحمہ کے مقرب بارگاہ مرید بھی، جو اپنے وقت کے جید اور عبقری علماء واولیاء میں سے ایک ہیں، جنکے علمی و روحانی فیوض وبرکات، نگاہ کیمیاء اثر اور جن کی بابرکت صحبت نے حضور رفیق ملت علامہ محمد نورالدین صاحب کو آفتاب وماہتاب اور کندن بنادیا ہے .......... اب آپ سوچ سکتے ہیں کہ حضرت رفیق ملت کتنے خوش نصیب ہیں، یہ وقت کے عظیم اور بابرکت مشائخ کرام، محدثین، مفسرین، مفکرین، محققین، مصنفین، اور پیران طریقت کے گلشن علم کے خوشہ چیں ہیں . اپنے اسلاف کے علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین ووارث ہیں، مظہرو پرتو ہیں۔ ہمارے علاقے کیلئے اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہیں۔

ہمیں ایسی عظیم ہستی کی تعظیم وتوقیر اور عزت وقدر کرنی چاہئے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنا چاہئے اور انکی زرین حیات وخدمات سے عوام وخواص کو روشناس کرانا چاہیے تاکہ حضرت کا فیض عام ہوجائے۔

خوشی کی بات ہیکہ حضرت رفیق ملت کے لائق وفائق عظیم فرزند مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری صاحب اپنی خصوصی نگرانی میں اپنے والد گرامی وقار کی حیات و خدمات کی نشرواشاعت کا کام انجام دینے لگے ہیں، اور اہل قلم کو دعوت تحریر دے رہے ہیں، غالبا دو کتاب شائع ہوچکی ہے، اور مزید کی کوشش جاری ہے، دعا ہے اللہ رب العزت اس کار خیر میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقط

محمد افتخار حسین رضوی، کشن گنج، بہار۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قلم فیض رقم: اختر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر علی واجد القادری صاحب قبلہ، مقام کھڑکمن، پوسٹ پوٹھیا ضلع کشن گنج بہار۔

## حضور نور العلماء، شمس العلماء کے ہم سبق ساتھی ہیں۔

بڑوں کی بڑی بات، اس کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا، جب میں نے تلمیذ حضور ملک العلماء و سرکار مفتی اعظم ہند، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، رفیق ملت، رہنمائے طریقت، رہبر راہ شریعت، مجاہد اہل سنت، ماہر نفسیات، مدبر وقت، مفکر ملت، محبّ سادات، محبّ الصلحاء والفقراء، حضور رفیق ملت حضرت علامہ الحاج محمد نور الدین احمد نوری مدظلہ العالی والنورانی سے بات کی، واقعہ یوں ہے کہ مورخہ ۷ر شوال المکرّم مطابق 31رمئی 2020ء، بروز اتوار کے پانچ بجے، ان کے شہزادۂ گرامی محبّ العلما حضرت مولانا مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری مصباحی صاحب مدظلہ العالی سے موبائل نمبر لیکر فون کیا، سلام و مزاج پرسی کے بعد، حضور نور العلماء نے پوچھا، کہاں سے بول رہے ہیں۔؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ جامعہ اسلامیہ میرا روڈ ممبئی سے .........

وہ پوچھے: ''وہاں کورونا کا کیا حال ہے۔؟

میں نے کہا۔ حضور! ٹھیک نہیں ہے، دعا فرمائیں۔

انہوں نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ باوضو رہئے، صاف ستھرا رہئے، حالات کچھ ہوں، کچھ نہیں ہوگا، ان شاء اللہ تعالی، وقت پر نماز پڑھئے، تلاوت کیجئے۔

انہوں نے پوچھا: گاؤں کونسا ہے۔؟ میں نے کہا: کوسیاری پنچایت، کھڑکمن، پوٹھیا کشن گنج بہار، کوسیاری کا نام سنے، تو فوراً بولے کہ وہاں کے شمس العلماء مفتی غلام مجتبی اشرفی علیہ الرحمہ میرے، ہم سبق ساتھی تھے، منظر اسلام میں ہم دونوں اور خواجہ مظفر

حسین رضوی وغیرہ ایک ہی زمانے میں زیر تعلیم تھے، اس کے بعد خود ہی گویا ہوئے،
کیا کہیں مولانا! ہماری عمر بہت زیادہ ہے، آپ لوگ کام کیجئے، علاقے کی طرف توجہ دیجئے، ہم نے باہر چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ علاقے میں دعوت وتبلیغ کا کام ہو، ورنہ ہمارے رفقائے درس میں ایک سے بڑھ کر ایک، قابل عالم وفاضل رہے، وہ لوگ باہر رہے، ان کا دام سو روپے ہوا، میں گھر میں رہا، میرا دام ایک روپے ہوا، مگر ہم ایک دوسرے سے کبھی کم زیادہ کے انداز میں نہیں ملے بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کا احترام کرتے رہے، اس لئے آپ لوگ جو جہاں ہیں، اچھے سے رہیں، کام کریں، عالم کے ساتھ عابد بھی بنیں، ورنہ صرف علم کس کام کا، آپ تو خود ہی جانتے ہیں، میرے لئے دعا کریں، میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا، آپ بہت ذہین لگ رہے ہیں، خدا مزید دین کا کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔''

اخیر میں فون رکھنے سے پہلے میں نے کہا، حضور! شمس العلماء مفتی غلام مجتبی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں نے لکھی ہے، یہ سن کر وہ بہت خوش ہوتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ بہت اچھا کام کئے، ہمارے علاقائی علمائے کرام پر کام ہونا چاہئے کہ تاریخ محفوظ کرنا اچھی بات ہے، انہی چند جملوں کے ساتھ فون کاٹ دئے۔ یاد رہے وہ اس عمر میں بھی حالات سے باخبر ہیں اور ممبئی کے حالات پوچھ رہے ہیں، اور ہمیں اپنی نصیحتوں سے نواز بھی رہے ہیں اور بہت چھوٹا کام کرنے پر حوصلہ افزائی بھی کر رہے ہیں، جبکہ اگر کسی نوجوان سے بات ہوتی ہے تو یہ بات نہیں ہوتی بلکہ کبیدہ دل ہو کر بات کرتے مگر وہ بڑے ہیں، ان کی بڑی بات۔

یوں تو ان کی علم دوستی کا اندازہ، ان کے شہزادے معمار اہل سنت، محبّ العلما علامہ الحاج مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری مصباحی صاحب قبلہ، راقم الحروف کے ادارے کے بینر تلے، سالانہ تعلیمی اجلاس وجلسۂ دستار بندی میں، خصوصی خطیب بن کر تشریف لائے تھے کہ موصوف کی خدمات سے واقف ہوا تھا، موصوف بڑے خلیق نظر آئے اور اپنے بحر شفقت سے خوب سیراب کئے تھے، تقریر کا نذرانہ بہت اصرار کے بعد

قبول کئے تھے، مجھے اسی وقت اندازہ ہوا کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔
ورنہ خطباء اور نذرانہ، اللہ اکبر! نہ لینا تو دور، کم ہو جائے تو خیر نہیں۔ الا ماشاء اللہ
۔ اللہ تعالی حضرت نور العلماء مدظلہ العالی والنورانی کا سایہ تادیر قائم رکھے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مفتی محمد اختر علی واجد القادری، بانی وسربراہ اعلیٰ جامعہ اسلامیہ،
وصدر مفتی شمس العلماء دار الافتاء والقضاء، میرا روڈ ممبئی۔

از قلم: ادیب شہیر ناقد حق پسند حضرت علامہ مولانا مشتاق نوری صاحب، خانکی، بودی بھیٹہ، روئی دھاسہ، ٹھاکر گنج، کشن گنج بہار۔

# حضور رفیق ملت کچھ یادیں کچھ باتیں۔

اکیسویں صدی کے ربع اول نے اب تک کافی ادب نوازوں، علم دوستوں، دانشوروں کو ہم سے چھین لیا ہے۔ جو بہت افسردہ کرنے والی غمگین بات ہے مگر دل کو تسلی ہے کہ جو حیات سے ہمارے درمیان ہیں جن کی صالح صحبت کے نقوش اب تک زندگی کے دوراہے، چوراہے پر روشن ہیں وہ ہمارے لئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے بھی کم نہیں۔ فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن، علامہ شبیر اشرفی، مفتی آل مصطفیٰ سینکڑوں جیتی جاگتی ہستیوں میں ایک نام مولانا نور الدین بملقب ''رفیق ملت'' کا بھی ہے۔ گیسوئے علم و فن کی مساطگی، اور اشاعت روحانیت میں جہاں دیگر ارباب علم وتہذیب کا خاص حصہ ہے، وہیں سیمانچل کے اس ''مرد قلندر صفت'' کا بھی حصہ ہے۔ جن کی علمی وروحانی تابندگی سے عارض سیمانچل کی جاذبیت میں چار چاند لگے ہیں۔ افق علم پر ایسی ہزاروں

ہستیاں ملیں گی جن سے علم وفن، تہذیب وتمدن، دین وثقافت کی ایک کائنات روشن ہے۔

یہی کوئی ۲رفروری ۲۰۰۱ء کی بات ہے، جب راقم دارالعلوم سمرقندیہ دربھنگہ میں زیرتعلیم تھا۔انہیں دنوں مولانا مجیب قیصر نوری صاحب بھی اعلیٰ جماعت میں متعلم تھے۔جواس تلمیذانہ دور میں بھی ایک اچھے خطیب ہوا کرتے تھے۔اکثر ہماری مجلسی گفتگو میں علامہ فناء القادری صاحب کا ایک دوسرے عالم سے ہوئے علمی مناظرے کی بحث چل پڑتی تھی۔پھر علامہ نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی صاحب کی دین وسنیت کی تبلیغ و اشاعت میں کنٹریبیوشن کا ذکر چھڑ جاتا تھا۔

دل میں رہ رہ کے یہ خیال انگڑائیاں لیتا رہتا تھا کہ مفتی فناء القادری صاحب جیسی پرسنیلٹی جوخود ایک انجمن کی طرح ہیں۔جن کی علمی، تبلیغی، سماجی وتہذیبی خدمات کا دائرہ آج ان علمی سماجی خدمت گاروں سے کچھ بھی کم نہیں، جنہیں ان کے ہائی پروفائل بیک گراؤنڈ کی ضرورت سے زیادہ تشہیر نے فرنٹ لائن پہ بنا رکھا ہے، کے والد گرامی واقعی کتنے بڑے دین دار، تقوی پسند عالم ہوں گے۔جنہیں سید نور علی رحمۃ اللہ علیہ اور بابو حضور قبلہ جیسے لوگ قدر ومنزلت سے نوازتے ہیں۔

ویسے میں شروع سے ہی فطرتاً بابا ازم اور پیر پرستی کے خلاف رہا ہوں۔مجھے دینی معاملات میں ایسے لوگوں سے بڑی تکلیف رہی ہے۔مجھے لگتا ہے کہ دین وسنیت کو بدنام کرنے میں یہ لوگ دانستہ یا غیر دانستہ راہ میں روڑے کی طرح کھڑے ہیں۔اس لئے کسی بابا یا پیر کو دیکھنے کی تمنا دل میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔مگر قدرت کی کرم فرمائیاں دیکھئے! کہ اگر ایک غیر عالم ادنی شخص کو بھی پابند شرع پالیا، تو ان کی عزت وتکریم خود پر لازم کرلیتا تھا۔حضور رفیق ملت کو دیکھنے کی حسرتیں مجھ جیسے کئی طلبہ کے دل میں کروٹیں لیتی رہتیں۔ان کی دین داری، علم دوستی وعلما پروری کے قصے کافی عام تھے۔اس لئے زیارت کا اشتیاق تھا، کیوں کہ آپ ایک متورع شریعت تھے اور پھر عالم ہونا اس پر مستزاد تھا۔

ایک موقع ایسا بھی آیا کہ عرس سمرقندی کے موقعے سے حضور رفیق ملت دربھنگہ تشریف لائے۔ ملنے والوں میں یہ ناچیز بھی تھا۔ سلام کیا، مصافحہ کے بعد میری ناقدانہ نظریں اس شخصیت کو تاڑنے میں لگ گئیں۔ اس طرح کئی ساعتوں کا آنا جانا ہوا، اور میں رفیق ملت کو پڑھتا رہا۔ میانہ قد، گندمی رنگ، پتلی سی جسامت، داڑھی اور بال کچھ سفید کچھ مائل ابیض۔ گفتگو بھی لاجواب۔ لایعنی باتوں سے حتی الوسع احتراز۔ دین و سنیت سے متعلق گفتگو، جو کافی دلنشیں ہونے کے ساتھ ساتھ مسحور کن بھی تھی۔ سننے والے پر اس کا اثر فوری دکھتا تھا۔

کل ملا کر کہہ سکتے ہیں کہ ایک اچھے اور باوقار عالم کے اندر جتنی خوبیاں درکار ہوتی ہیں وہ سب موجود تھیں۔ دیکھتے ہی اندر سے آواز آتی کہ انہیں وراثت نبوت کا امین کہلانے کا پورا حق حاصل ہے۔ جن کی شب و روز، سنت سے معمور ہو وہی اصل میں مروج سنیت و مبلغ دین الٰہی ہونے کا حقدار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کئی نامور ہستیوں کو ان کے پیر خانے سے بن مانگے اقبال مندی کی دولت ملی ہے۔ شاید انہیں میں حضور رفیق ملت بھی شامل رہے ہیں۔ آپ جہاں ایک اچھے دیندار عالم تھے، وہیں اپنے مرشد گرامی سے حد درجہ لگاؤ رکھتے تھے۔ ان پر جان چھڑکتے تھے۔ ان کے اشارے پر دل کا نذرانہ لٹانے کو تیار رہتے تھے۔ ہر وقت پیر کے آستانے پر سجود نیاز لٹانے کو مرید کا نصیب سمجھتے تھے۔ رفیق ملت کا اپنے پیر سے والہانہ عشق دیکھ کر مجھ جیسے طالب علم کو نظام و خسرو کی یاد آ جاتی تھی۔ دل کہتا کہ ایک مولانا نورالدین ہے، جو اپنے نظام کے روبرو خسرو کی طرح دیوانہ وار مچلتا جاتا ہے۔ حضور سید نور علی رحمۃ اللہ علیہ سے پروانہ وار پیار کرتے تھے۔ اسی پیار و عقیدت کا صلہ تھا کہ رفیق ملت کو عوام کی محفلوں سے لے کر علما و صوفیا کی خاص انجمنوں تک "شمع روشن" کی حیثیت حاصل رہی۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ انہیں پیر نے ایسا نوازا کہ سب کے لئے محبوب و محترم ٹھہرے۔

حدیث کی زبان میں کہا جاتا ہے کہ نیک اور صالح اولاد والدین کی شرافت اور

آخرت کی ضمانت ہوا کرتی ہے۔اسی سے امید بندھتی ہے کہ بہت سے والدین کی مغفرت اور نجات کا ذریعہ یہی اولادیں ہوں گی۔حضور رفیق ملت کی اولاد امجاد میں تین کو میں بالمشافہ جانتا ہوں۔ان سے دید وشنید بھی خاصی رہی ہے۔مجود قران قاری عبدالمبین صاحب۔مولانا مجیب قیصر نوری صاحب اور محبّ العلما مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری صاحب۔

آخرالذکر اپنے آپ میں ایک گلستان ہے۔جن کی خوشبو سے کئی نونہالان ملت نے فیض کشید کر کے قوم وملت کو معطر کرنے کا سہرا اپنے سر باندھا ہے۔محبّ العلما نے سیمانچل سے لے کر حیدر آباد تلنگانہ تک علمی، ادبی، سماجی، تہذیبی، ودینی خدمات کا ایک وسیع جہاں آباد کر رکھا ہے۔میں کوئی سنی سنائی یا اڑائی ہوئی باتیں رقم نہیں کر رہا ہوں، بلکہ میری آنکھوں نے قریب سے دیکھا پرکھا ہے۔حیدر آباد میں ان کی علمی، ادبی و مذہبی سرگرمیوں کا میں خود گواہ ہوں۔جامعہ طیبۃ الرضا کے نام سے قلب شہر میں ایک عظیم ادارہ سرگرم عمل ہے۔آپ خود حیدر آباد جیسے علمی وادبی شہر میں ہر کسی نہ کسی محفل وانجمن کے مہمان خصوصی ہوا کرتے ہیں۔حیدر آباد کی اکثر سنی مساجد میں آپ کے اصلاحی محاضرات ہوا کرتے ہیں۔شہر بھر میں آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا سنا جاتا ہے۔آپ کے درس بخاری وتفسیر قرآن سننے کے لئے متعینہ ایام پر مسجدوں میں دینی بھیڑ جمع رہتی ہے۔

چلتے چلتے یہ عرض کر دوں کہ آج کے بابا ازم کے دور میں وہی مدارس زیادہ پھل پھول رہے ہیں، جن کے سرپرست یا منتظم پیر یا بابا صاحب ہیں۔جن کے پاس مریدوں کا ایک بڑا حلقہ ہوتا ہے، جو اپنے مالی تعاون سے سال بھر مدرسے کی دیوار و در سنبھال کر رکھتا ہے۔کمال تعجب تو یہ ہے کہ محبّ العلما فناء صاحب کے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں ہے، مگر ایک نہیں، اور صرف حیدر آباد میں ہی نہیں، بلکہ اتر دیناج پور بنگال میں بھی "جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات" نامی ادارہ چلا رہے ہیں۔اگر آپ گہرائی سے مطالعہ کریں گے، تو محبّ العلما فناء صاحب کو داد دیئے بغیر نہیں رہ پائیں

گے، کہ ان کے اندر کتابی صلاحیت کے ساتھ انتظامی صلاحیت بھی کوٹ کوٹ کے بھری ہے۔ایک شخص میں اتنے اوصاف کا ہونا کرامت جیسا لگتا ہے۔

حضور رفیق ملت مولانا نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی صاحب کا سر فخر سے اونچا، سینہ چوڑا ہو جاتا ہوگا، جب آپ اپنے فرزندان نیک کو با کمال عہدوں پر دیکھتے ہوں گے۔ بالکل یہ انہیں کی دعائے سحر گاہی و نالۂ نیم شبی کا اثر ہے کہ محبّ العلما فناء صاحب ہندوستان میں مثل خورشید تابندگی بکھیرنے میں روز نئے آسمان سر کر رہے ہیں۔

از: مشتاق نوری
پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ۔
یکم جولائی ۲۰۲۰۔

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ساحل پرویز اشرفی جامعی اشرفی نقشبندی
دارالافتاء وشیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات
بائیس پھلیا سلواس، دادرانگر حویلی۔

## حضور رفیق ملت بحیثیت علم دوست اور بے حرص مبلغ دین۔

یقیناً کسی بھی شخصیت پر کچھ لکھنے کے لیے اس شخصیت سے متعلق کچھ آشنائی ضروری ہے، بغیر اس کے کچھ لکھنا گویا ''اندھیری رات میں تیر پھینکنا'' کے مترادف ہے۔اولاً حضور رفیق ملت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی سے متعلق میرا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اسی لیے جب شہزادہ حضور رفیق ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی صاحب

کا مجھ ناچیز کے پاس فون آیا اور انھوں نے مجھے اپنے والد گرامی یعنی حضور رفیق ملت پر کچھ تاثر لکھنے کی فرمائش کی، تو میں نے برجستہ کہا کہ ''حضرت میں آپ کے والد محترم کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا، بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ کے والد حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید اور حضور عالی الحاج سید شاہ نور علی صاحب قبلہ نقشبندی علیہ الرحمہ کے مقربین میں سے ایک ہیں۔ حالاں کہ کچھ لکھنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا، اس لیے کہ مفتیٔ اعظم ھند کا شاگرد ہونا اور سرکار حضور عالی علیہما الرحمہ کا مقرب ہونا اپنے آپ میں ایک بہت بڑی بات ہے۔ باوجود اس کے میں نے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے کہا کہ ''حضرت اتنی سی معلومات سے کیا کچھ لکھا جاسکتا ہے؟'' تو انہوں نے بروقت فون ہی پر مجھے حضور رفیق ملت سے متعلق چند اہم اور قیمتی باتیں بتائی اور پھر میری خواہش پر میرے واٹس ایپ میں چند مختصر مگر جامع معلوماتی تحریر ارسال فرمائی، جس سے میں نے کافی حد تک استفادہ کیا، نیز اس سے میں نے اپنے سطح ذہن پر معلومات کا ایک اچھا ذخیرہ جمع کرلیا، مگر مجھے تشفی ہونے کے بجائے موصوف کے بارے میں جاننے کا مزید اشتیاق ہوگیا، اور پھر اسی کی وجہ سے میں نے اپنے ان معتمد احباب سے رابطہ کرنا شروع کردیا جو حضور رفیق ملت کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں۔

میرے رابطے کا یہ سلسلہ تقریباً ہفتہ بھر تک جاری رہا، جس سے مجھے خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ الغرض ایں کہ مجموعی طور سے مجھے آپ کے بارے میں اتنا کچھ معلوم ہوا کہ کیا بتائیں، بس اتنا کہنے پر اکتفاء کرتے ہیں کہ

''یقیناً حضور رفیق ملت کی ذات جید عالم دین، تفسیر و حدیث کے نکتہ داں مدرس، علم دوست شخصیت، حرص وطمع سے متنفر، مبلغ دین، حلم و بردباری کے پیکر، سراپا تقوی، ذہانت وقابلیت کے حامل، طبعی ذکاوت و فطانت سے مالامال، داخلی فہم وفراست کے فائق، باطنی جلا وطہارت کے خوگر، بااخلاق، نیک نیتی، خلوص، سچائی، سادگی اور تقویٰ کے جوہر آبدار، اور اس طرح کی کئی صفات جمیلہ اور خصائل محمودہ کے

جامع ہیں۔ مصروفیات کی کثرت اور وقت کا دامن تنگ نہ ہوتا تو میں آپ کی ایک ایک خوبی پر قلمبند کرتا۔ لیکن چہ کنم کارہائے دیں ودنیائمی گزارند۔

سردست فقط آپ کی دو اہم خوبیاں قارئین کی خدمت میں نذر ہیں۔

اول یہ کہ آپ ایک علم دوست شخصیت کے حامل انسان ہیں۔ جس کی پہلی بین دلیل یہ کہ آپ نے اپنے شہزادوں میں سے اکثر کو دینی علوم وفنون سے آراستہ کر کے کسی کو حافظ وقاری تو کسی کو عالم وفاضل اور کسی کو مفتی ومصنف بنایا ہے۔

اور دوسرا اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ ثبوت یہ ہے کہ آپ جب منظر اسلام سے فارغ ہوکر آئے تو حضور عالی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نورالایقان گرناباڑی اسلام پور اتر دیناجپور بنگال میں آپ کا تقرر بحیثیت صدر مدرس کر دیا۔ اور پھر تقریبا ۶۵ر سال تک آپ اسی ادارے میں رہ کر اپنے علم کی خوشبو سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ کے مشام جاں کو معطر کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ گرناباڑی اور اس کے قرب وجوار کے اکثر علماء کرام، فضلاء عظام اور حفاظ ذی احتشام آپ ہی کی دبستان علم وحکمت کے فیض یافتہ ہیں، اور اسی طرح گرناباڑی کے اطراف ومضافات کی دیگر کئی پشتیں بھی آپ ہی کے خرمن علم کے خوشہ چیں میں شامل ہیں۔ فی الوقت آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے سینکڑوں علماء کرام وحفاظ ذوی الاحترام ملک کے گوشے گوشے میں مختلف طریقے سے دینی خدمات کی بیش بہا دولت پیش فرمارہے ہیں۔

ع
ایں سعادت بزور بازو نیست

اور آپ کی دوسری اہم خوبی یہ ہے کہ آپ ایک بے حرص مبلغ دین ہیں جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ آپ نے ہمارے علاقہ سیمانچل کا انتخاب، خدمت دین اسلام اور

فروغ اہل سنت کے لیے اسی زمانے میں کر لیا تھا، جس وقت کہ ہمارا علاقہ موجودہ دور کے بہ نسبت تعلیم و تربیت، تہذیب و تمدن اور دولت و ثروت، الغرض کہ ہر اعتبار سے کافی پسماندہ تھا۔ آج بھی جب بزرگ اور معمر لوگوں کی زبانی اس دور کے حالات کے بارے میں سنتے ہیں تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور زبان سے بطور حیرت اللہ اکبر، اللہ اکبر اور عش عش کی صدائیں نکلنے لگتی ہیں، بسا اوقات تو آنکھوں سے آنسو کے قطرے بھی چھلک پڑتے ہیں۔ کہ اس وقت کے لوگ کس قدر بے سروسامانی کے شکار، بے روزگاری سے دوچار، غربت و افلاس میں مبتلا، تہذیب و تمدن سے ناآشنا، تعلیم و تربیت سے دور اور دین و شریعت سے بے خبر تھے۔

یہی سب وجوہات تھیں کہ اس دور میں سیمانچل کے لوگ بیرون سیمانچل جیسے دلی، پانی پت، ممبئی، احمد آباد، مراد آباد اور بریلی شریف وغیرہ شہروں کی طرف بحسب ضرورت مثلاً پڑھنے پڑھانے اور روزگار حاصل کرنے وغیرہ کی خاطر چلے جایا کرتے تھے۔

جانے والوں میں ہمارے اکثر فارغین علماء کرام بھی شامل ہیں، ان میں سے کچھ تو اس لیے چلے جاتے تھے کہ اس دور میں چونکہ ہمارے علاقہ میں تعلیم و تربیت کے لیے کوئی دینی اور معیاری ادارہ نہیں تھا اور ان فارغین کو اپنی علمی لیاقت و صلاحیت بچا کر دوسروں کو مستفیض و مستنیر کرنا مقصود تھا (الحمد للہ آج تو کافی ایسے معیاری ادارے موجود ہیں) اور کچھ تو ان بڑے شہروں کی طرف اس لیے رخ کر لیا کرتے تھے کہ وہ یہاں (سیمانچل میں) رہ کر کچھ خاصی مالی ترقی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے کہ اس وقت حالات اس قدر برے اور ابتر تھے کہ لوگ کھانے، پینے، اوڑھنے اور پہننے تک کے محتاج تھے، جس کی وجہ سے علماء حضرات کو بھی مناسب تنخواہ نہیں دی جاتی تھی اور نہ ہی میلاد و فاتحہ، جلسہ و پروگرام و دیگر موقعوں پر مولانا حضرات کو نذرانہ یا بطور مصافحہ کچھ ملنے کی امید ہوا کرتی تھی۔ (افسوس! آج بھی علاقہ سیمانچل کے بہت سارے گاؤں کا یہی حال ہے۔ اللہ کریم ایسے گاؤں کے لوگوں کو علماء کرام کی قدر کرتے ہوئے انھیں

مناسب مشاہرہ دینے اور خاطر خواہ ان کی خدمت کرنے کی توفیق دے آمین )۔
مگر یہ حضور رفیق ملت کی بے حرص وطمع اور بے لوث دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والی عظیم ذات ہے کہ جس نے ایسے نازک اور مفلسی کے دور میں بھی ہمارے علاقہ کا ساتھ نہ چھوڑا، بلکہ علاقہ ہی میں رہ کر نونہالان قوم وملت کے قلوب واذہان کے دریچوں کو خوشبوئے علم سے معطر کیا، دینی تعلیم وتربیت کو عام کیا، دین وسنیت کی خوب اشاعت کی، صراط مستقیم سے بھٹک جانے والوں کو سیدھی راہ دکھائی، کافی جد و جہد اور مسلسل کوششوں سے راہ حق کے متلاشیوں کی رہنمائی کی، سینکڑوں دلوں کو ادب مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ سے روشناس کیا، احقاق حق اور ابطال باطل کو اپنا مشغلہ بنایا، بے شمار لوگوں کی فکر واعتقاد کی اصلاح کی، پیہم محنت وکاوش سے دینی احکام کو پھیلایا اور لاتعداد لوگوں کو تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم ھند حضرت محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی اور سراج الاولیاء حضور عالی سید شاہ نور علی نقشبندی در بھنگوی علیہما الرحمہ کے مقدس ہاتھوں پر بیعت فرما کر انھیں حق وصداقت کے پاکیزہ دامن میں محفوظ کر دیا۔
آپ کی علم دوستی اور بے حرص خدمت دین کے جذبے کی داستان بڑی طویل ہے، جو نصف صدی سے زائد کو محیط ہے، ان سب کو حیطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔
مختصر یہ کہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین قادری بہاری، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ سلیمان اشرفی بھاگل پوری، استاذ العلماء حضرت علامہ نصیر الدین اشرفی (علیہم الرحمہ) کی ظاھری وروحانی تعلیم وتربیت، حضور مفتیٔ اعظم ھند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت وکرم، اور سراج الاولیاء حضور عالی سید شاہ نور علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خاص نے آپ کو ایسا با کمال، پختہ کار، مرد آہن، جانباز، علم دوست اور بے حرص مبلغ بنا دیا کہ آپ نے اپنی حیات مستعار کا ہر آن وہر لمحہ خدمت علم دین اور اشاعت حق نور مبین کے لیے وقف کر دیا، اور اس میں پوری محنت ولگن کے ساتھ مصروف ومشغول ہو گئے۔
اس دوران لاکھوں حوادث کے چٹان سامنے آئیں، مصائب وآلام نے

گھیرا بندی کی، اقرباء ہدف ملامت بنائے ، اعداء سنان ونشتر برسائے مگر آپ کی استقامت میں لغزش نہیں آئی ۔لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر ہمیشہ دینی ،علمی سرگرمیوں میں مصروف رہے ۔(اور الحمدللہ آج بھی جامعہ حضرت مولانا نورالدین للبنات قاضی گاؤں کی سرپرستی ،روحانی تعویذات اور علمی مجالس کے ذریعے یہ سلسلہ جاری ہے )

یقیناً علامہ اقبال کے اس شعر کے آپ مصداق ہیں۔

یقیں محکم ،عمل پیہم ،محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مومن کی شمشیریں

اتنی بات کہ کے اپنے قلم کو روکتا ہوں کہ بلاشبہ علم سے والہانہ شغف آپ کی گھٹی میں سمائی ہوئی ہے اور آپ کی زندگی کا وافر حصہ دینی وعلمی خدمات سے عبارت ہے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالی حضور رفیق ملت مدظلۂ العالی کی عمر میں برکت عطا فرمائے ،ان کا سایہ دراز فرمائے ،انھیں صحت وتندرستی سے نوازے اور انکی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

مولانا مفتی محمد ساحل پرویز اشرفی جامعی۔
متوطن: مولانا بستی (منا بستی ) پوسٹ ،بربلا ،تھانہ گوال پوکھر
ضلع اتر دیناج پور ،صوبہ بنگال۔

از قلم: حضرت علامہ مولانا ابو صالح عبد الصمد مصباحی،
مقام شری پور پوسٹ جھاڑ باڑی تھانہ گوال پوکھر، ضلع اتر دیناج پور۔

# حضور رفیق ملت ''قوم کی اہم ضرورت''

قوم میں معیاری اور تعمیری ذہن کے علما کا ہونا قوم کی دینوی اور اخروی کامیابی کو یقینی بناتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ قوم جس نے اپنے درمیان اہل علم کو پناہ دی اور ان کے علم سے خود کو مستفیض کیا وہ قوم ضرور کامیابیوں سے ہم کنار ہوئی۔

ہر دور میں لوگوں کو اہل علم کی ضرورت رہی ہے

اور علما بھی لوگوں کے سیاسی، اقتصادی، تعلیمی اور دیگر بہت سے معاملات میں کام آئے ہیں، حالات کے تقاضوں کے مطابق قدرت الٰہی نے لوگوں میں بے شمار اوصاف وکمالات پر مشتمل شخصیتوں کو بھیجا ہے۔

بلا شبہ حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نور الدین احمد نوری طال اللہ عمرہ کی شخصیت بہت سی خوبیوں کی حامل ہے، آپ کی ذات، علم وآگہی، قابل تقلید کردار وعمل، زہد وتقوی، عجز وانکساری اور صبر وتحمل سے عبارت ہے، آپ مثبت اور تعمیری ذہن کے ہیں، آپ شخصیت ساز اور کردار ساز بھی ہیں۔

قوم مسلم کو ایسے سپوتوں کی ضرورت تھی اور ہے، جو قوم مسلم کے دینی معاملات کو حل کریں، تعلیمی ماحول کو مستحکم بنائیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سنبھالیں، لوگوں میں خدا ترسی اور عاقبت اندیشی کے جذبات پیدا کریں۔

چناں چہ اسی ضرورت کے پیش نظر آپ نے ''دار العلوم نور الایقان'' گڑنا باڑی

میں درس وتدریس کا کام شروع کیا اور انتہائی خلوص وللّٰہیت کے ساتھ بچوں کو پڑھایا۔
یقیناً یہ آپ کی ساٹھ سالہ تدریسی محنت کا نتیجہ ہے کہ آپ کے تعلیمی فیض یافتہ آج ملک کے گوشے گوشے میں علم کے گوہر لٹا رہے ہیں۔ حضور رفیق ملت کی روزمرہ کی زندگی عام اور سادہ سی ہے۔ آپ نحیف البدن اور میانہ قد والے ہیں۔

آپ فی الحال ''دارالعلوم نورالایقان'' کی ذمہ داریوں سے دستبردار ہو کر اپنے فرزند ارجمند حضور محبّ العلما معمار اہل سنت حضرت مولانا مفتی الحاج محمد ذاکر حسین نوری فنا القادری المصباحی صاحب کے قائم کردہ ادارے ''جامعہ حضرت مولانا نورالدین للبنات قاضی گاؤں'' کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ یوں ہی دین متین کی خدمت انجام دیتے رہیں اور رب تعالی کی عنایتوں کے مستحق ہوتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم: ابوصالح عبدالصمد مصباحی

استاد جامعہ فاطمہ الزہرہ للبنات سلواس۔

---

اشرف الفقہاء، عمدۃ المتکلمین حضور کمال ملت حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صاحب قبلہ،
ڈلالی گرام، قصبہ رام گنج اسلام پور ضلع اتر دیناج پور (مغربی بنگال)

## حضور رفیقِ ملت آفاقی فکر ونظر کے حامل۔

آفتابِ علم وحکمت ،مخزن رشد وہدایت ،فیض السالکین، زبدۃ العارفین ،بدر العلما شیخ الفضلا فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ الحاج محمد نورالدین احمد نوری متعنا اللہ

تعالیٰ بطول حیاتہ کا شمار ضلع اتر دیناج پور ریاست بنگال کے ناموروا کابر علماء وفضلا میں ہوتا ہے، آپ اسلاف کی یادگار، ملت کے لئے سرمایہ افتخار اور جماعت اہل سنت کے لئے نابغۂ روزگار کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کثیر التلامذہ اور مجمع الفضائل والکمالات بزرگ عالم دین ہیں، گوناگوں خوبیوں کے حامل اور متنوع شخصیت کے مالک ہیں۔

آپ کی دینی، علمی، تبلیغی اور سماجی وتحریکی خدمات کا دائرہ تقریبا نصف صدی پر محیط ہے، اتنی طویل ترین زندگی کا اکثر حصہ اپنے ہی علاقے میں خدمت دین متین اور مسلک اہلِ سنت وجماعت کے فروغ کے لئے وقف کیا اور آج بھی اس پیرانہ سالی میں ضعف ونقاہت کے باوجود جوانوں سا امنگ اور حوصلوں کے ساتھ دینی خدمات میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اپنی علمی وروحانی فیضان سے سب کو معطر اور فیضیاب کررہے ہیں، شہر اسلام پور اور اس کے اطراف ومضافات میں علم دین کی ترویج واشاعت اور اہلِ سنت وجماعت کی جو آج چہل پہل نظر آرہی ہے، اس میں آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ آپ کی دینی اور مذہبی خدمات کا اگر تفصیلی طور پر جائزہ لیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

آپ کے فرزند ارجمند محبّ العلما خطیب اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی ذاکر حسین نوری مصباحی فناء القادری بانی وناظمِ اعلیٰ وشیخ الحدیث جامعہ طیبۃ الرضا حیدرآباد نے حضور رفیقِ ملت اور سیمانچل (اتر دیناج پور) کے دیگر اکابر علماء کے حالات اور ان کی زریں خدمات کو جمع کرنے کا عزم مصمم کرلیا ہے۔ موصوف علاقے پر گہری نظر بھی رکھتے ہیں، اور ان کا قلم بھی رواں اور سیال ہے۔ اللہ عزوجل ان کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور رفیقِ ملت حضرت علامہ مولانا محمد نور الدین احمد نوری مدظلہ العالی والنورانی نے ابتدائی تعلیم مدرسہ نور الایقان عمل جھاڑی اور پنڈت پوتہ میں حاصل کی۔ متوسطات کی تعلیم جامعہ عارفیہ چنامنا ضلع کشن گنج میں استاذ العلما قطب بہار وبنگال نصیر ملت حضرت علامہ مفتی نصیر الدین اشرفی نعیمی خلیفہ حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اور جامعہ

بحرالعلوم کٹیہار میں تلمیذ اعلیٰ حضرت ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین بہاری اور جامع معقولات حضرت علامہ سلیمان اشرف بھاگل پوری سے حاصل کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ بریلی شریف تشریف لے گئے، جامعہ منظر اسلام میں حضرت علامہ ثناء اللہ، حضرت علامہ عبدالمبین اور حضرت علامہ معین الدین علیھم الرحمہ والرضوان سے مشکوۃ اور میبذی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اور منظر اسلام میں حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھما سے بالترتیب صدرہ، شمس بازغہ، خیالی، مقامات حریری اور صحاح ستہ اور کتب تفسیر کی تعلیم پائی۔ پھر حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ایما پر آپ جامعہ نعیمہ مرادآباد تشریف لے گئے، اور وہاں حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ بھاگل پوری اور حضرت علامہ شیخ طریق اللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھما سے بھی اکتسابِ علم کیا، پھر دوبارہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے، اور دستار فضیلت حاصل کی، اور تقریباً ۲ رسال تک منظر اسلام میں تدریسی خدمات کے فرائض بھی انجام دیئے۔

حضور رفیقِ ملت آفاقی فکر ونظر کے حامل، قائدانہ صلاحیتوں اور حساس طبیعت کے مالک ہیں، علم ودانش، فہم وتدبر، عقل وشعور اور حالات کے تقاضوں سے نبرد آزما ہونا اچھی طرح جانتے ہیں، اپنے علاقے کی زبوں حالی اور تعلیمی پسماندگی کا جائزہ لیتے ہوئے دینی خدمات کے لئے اپنے ہی علاقے کا انتخاب فرمایا، اور منظر اسلام بریلی شریف سے سبکدوش ہوکر اپنے مادر علمی مدرسہ نورالایقان گرنا باڑی ضلع اتر دیناج پور میں بساط درس بچھایا، پھر علم کا ایک ایسا دریا بہایا کہ آج کئی پشتیں آپ کے شاگردوں کی ہیں۔ تقریباً پچیس سالوں سے صدرالمدرسین کے عہدہ پر فائز ہیں، اور اپنی علمی روحانی فیضان سے سب کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہیں۔ علاقے کے اکثر علماء جو ملک کے طول وعرض میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں، وہ آپ ہی کے شاگرد اور آپ کے دربار فیض کے خوشہ چین ہیں۔

حضور رفیقِ ملت ایک دیندار عالم دین کا نام ہے اور فروغ علم آپ کی زندگی کا

نصب العین ہے، حضور رفیقِ ملت کی دین داری اور علم دوستی کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ اولاد نرینہ عطا فرمایا ہے، جن میں چار شہزادوں کو آپ نے عالم بنایا، اور فروغِ علم دین اور خدمتِ دین متین کے لئے وقف کیا، جب کہ حالات کے پیشِ نظر اس وقت بہت ہی کم علما اپنی اولاد کو عالم بناتے ہیں، مگر حضور رفیقِ ملت کے حوصلوں کو سلام کہ آپ نفس پرستی اور دنیا داری سے مستغنی ہوکر سعادت اخروی کو اپنے لئے قیمتی سرمایہ سمجھا، اور اپنی اولاد کو علم دین کی لازوال نعمت سے مالا مال کیا جو آپ کے لئے ذریعہ نجات بھی ہے، اور ہم سب کے لئے نمونۂ عمل بھی۔

آپ کے شہزادے شہر حیدر آباد اور اسلام پور میں دینی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہیں، سب لائق وفائق ہیں، مگر ان میں محبّ العلما حضرت علامہ مولانا مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی دام مجدہ کا نام نمایاں طور پر بنتا ہے، آپ شاندار خطیب، بہترین ادیب، متعدد تصنیفات وتالیفات کے مصنف ومؤلف، مقبول شاعر، باصلاحیت عالم دین، مستند مفتی اور دو معتبر اداروں کے بانی وسرپرست اعلیٰ ہیں ۔اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، اور حضور رفیقِ ملت کے عزائم اور منصوبے کو حسن وخوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہونچانے میں شب وروز مصروف ہیں۔ اور مسلسل تگ ودو اور جانفشانی کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے، اور حضور رفیقِ ملت کا ہر ایک خواب شرمندۂ تعبیر ہو۔

حضور رفیقِ ملت کے اوراقِ زندگی کے بہت سارے اہم پہلو ہیں، جو کافی تفصیلات کے متقاضی ہیں۔ میری نظر میں آپ کی حیاتِ مقدسہ کا جو سب سے اہم اور امتیازی پہلو ہے، وہ آپ کی تقویٰ شعاری زندگی ہے، حضور رفیقِ ملت صرف عالم ہی نہیں بلکہ شریعت وطریقت کے عامل بھی ہیں، عالم ربانی ہیں، متقی لاثانی ہیں، شب وروز کے معمولات، منکسر المزاجی، تواضع وسادگی، آداب شریعت کی پابندی اور محاسنِ اخلاق سے ولی صفت اور خدارسیدہ بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کی اتباعِ شریعت اور عمل بالعزیمت کے چرچے کافی دور دور تک سننے کو ملتے ہیں۔ آپ کی تقویٰ وپرہیزگاری

کا ہی نتیجہ ہے کہ علاقے کے طویل العمر لوگ اپنے اہلِ خانہ سے اس بات کی وصیت کر جاتے ہیں، کہ ان کی نمازِ جنازہ حضور رفیقِ ملت ہی پڑھائے، اور اسے وہ اپنی آخرت کی سعادت مندی تصور کرتے ہیں، میرے سسر محمد شاہ کمال اشرفی مرحوم آگے رسیا نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی اور نماز جنازہ میں آپ تشریف بھی لائے تھے۔

حضور مفتئ اعظم ہند کے زہد وتقویٰ کا زمانہ قائل ہے، حضور رفیقِ ملت کی تقویٰ شعار زندگی کا اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے قیام بریلی شریف کے دوران حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ آپ ہی کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے تھے، اور جب کبھی حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ اسلام پور علاقے میں تشریف لاتے اور وہاں حضور رفیقِ ملت بھی ہوتے، تو امامت کے لئے آپ ہی کو آگے بڑھا دیا کرتے تھے۔

بلاشبہ حضور رفیقِ ملت کی پاکیزہ زندگی ہم سب کے لئے نمونۂ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عالمِ باعمل بنائے، اور علمائے ربانین کے نقوش قدم کو مشعلِ راہ بنائے (آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی اور جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بندۂ عاصی
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی غفرلہ
خادم افتا و استاد حدیث وفقہ
ادارۂ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی یوپی
۸/ ذی قعدہ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۳۰ جون ۲۰۲۰ء

از: قلم حق رقم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مدبر عالم نور جامعی صاحب
ڈیمٹھی ضلع اتر دیناج پور بنگال۔

# حضور رفیق ملت اور ان کی زندگی ایک قابلِ تقلید نمونہ۔

تلمیذ حضور ملک العلماء، شاگردِ ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور عالی سید شاہ نور علی علیہ الرحمہ کے مرید صادق، حضور رفیقِ ملت حضرت علامہ الحاج محمد نور الدین احمد نوری مدظلہٗ العالی والنورانی۔

''ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن سے ملاقات کرنا ایمان کی علامت ہے''

راقم الحروف (مدبر عالم نور جامعی) جب شاعر باکمال حضرت مولانا محسن نواز محسن دیناج پوری کے ہمراہ حضور رفیق ملت سے ملنے کی غرض سے ان کے دولت کدہ قاضی گاؤں عمل جھاڑی پہونچا، تو ان دونوں کو دیکھتے ہی حضور رفیقِ ملت نے فرمایا کون؟ مولوی محسن؟ تو مولوی محسن نے جواباً عرض کیا جی حضرت۔

پھر سلام وکلام و دیگر آداب گفتگو بجالانے کے بعد حضرت مولانا محسن صاحب نے اس ناچیز کے متعلق جانکاری دی کہ یہ مولانا مدبر عالم صاحب ہیں جو سرزمین ڈیمٹھی قصبہ (جو اسلام پور سے جانبِ مشرق بارہ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے) سے تعلق رکھتے ہیں اور بالخصوص آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں، اتنا سنتے ہوئے حضور رفیقِ ملت نے برجستہ فرمایا کہ ''ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن سے ملاقات کرنا ایمان کی علامت ہے'' بعدہٗ راقم الحروف اور حضور رفیقِ ملت کے مابین گفتگو شروع ہوئی اور اس گفتگو کا سلسلہ تقریباً پندرہ منٹ تک جاری رہا، لطف کی بات

یہ ہے کہ بخدا اس مختصر سی گفتگو میں حضور رفیقِ ملت نے تقریباً چھ سات قرآنی آیات اور احادیث سنادی، یقیناً جتنی بھی گفتگو ہوئی، سب قرآن واحادیث کی روشنی میں ہوئی، بظاہر تو میں بالکل متوجہ ہوکر ان کی نصیحت آمیز، فکر ساز اور حوصلہ نواز باتوں کو بغور سن رہا تھا مگر جب حضور رفیقِ ملت اپنی پیرانہ سالی کے باوجود کسی آیت یا حدیث کی تشریح فرماتے اور نکات افشانی کرتے، ان کو دیکھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب آپ کسی آیت یا حدیث کی وضاحت فرماتے تو ایسا لگتا تھا کہ کوئی ضعیف ولاغر بزرگ عالم دین نہیں، بلکہ کوئی نوجوان عالم دین، نکتہ داں مفسر، علم حدیث پر دسترس رکھنے والے محدث، بلند آواز اور بے باک خطیب گرج رہے ہیں۔

حضرت کے طرز تکلم، رہن سہن، طہارت ونفاست اور حسن اخلاق سے مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت صرف ایک باکمال مدرس ومفکر ہی نہیں بلکہ ایک بہترین صوفی، متقی، پرہیزگار، عابد شب زندہ دار اور لاجواب خطیب بھی ہیں۔

حق ہے کہ حضور رفیقِ ملت صرف ایک فرد کا نام نہیں بلکہ ایک انجمن کا نام ہے، ایک لائبریری کا نام ہے۔

حضور رفیقِ ملت، علم وفضل، بذل وعطا، جود وسخا، اخلاص وللّٰہیت، غربانوازی ،مہمان نوازی، اصاغر پروری، طاعت وتقوی اور عبادت وریاضت کے معاملے میں ایک عظیم مینارہ ہدایت اور قابل تقلید شخصیت کا نام ہے۔

حضور رفیقِ ملت شریعت وطریقت کے علمبردار، علم وعمل کے بے مثال تاجور ،اخلاق وکردار کی حسین تصویر، تفکر وتدبر کے منفرد پیکر، دانشورانہ اور قائدانہ صلاحیتوں کا خوبصورت مجسمہ، یقین محکم اور عمل پیہم کی مضبوط چٹان کا نام ہے۔

حضور رفیقِ ملت کا شمار ان عظیم معمارانِ قوم وملت میں ہوتا ہے، جن کی زندگی ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ راقم الحروف نے دیکھا کہ حضرت کی بصارت کمزور ہے، نظر اُتنی کام نہیں کر رہی ہے، پھر بھی مطالعہ اور کتب بینی سے شغف رکھے ہوئے ہیں۔

دورِ حاضر کے علمائے کرام کو ان کی علم دوست ذات سے سبق لینا چاہیے، ان کے

کردار و عمل سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے اور ان کی زندگی اپنی زندگی کا آئیڈیل بنانا چاہیئے، اس لئے کہ وہی انسان کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے، جو اپنے بزرگوں کی حیاتِ زندگی کو مشعلِ راہ بناتا ہے۔

یہاں پر ایک بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں، جس مکان میں بیٹھ کر حضور رفیق ملت سے گفت وشنید کا موقع فراہم ہوا، وہیں پر ایک اعلی معیار کا دینی قلعہ بنام ''جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات'' بھی دیکھا، جس کے ناظم و مہتمم شہزادۂ حضور رفیق ملت معمار اہلسنت محبّ العلما حضرت علامہ الحاج مفتی ذاکر حسین نوری فناء القادری مصباحی صاحب قبلہ ہیں، اس دین وسنیت کے عظیم قلعہ میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی اسلام کی مقدس شہزادیوں کو دی جاتی ہے، جس میں تقریبا ڈیڑھ سو 150/طالبات جام علم سے سرشار ہورہی ہیں، معلمین و معلمات کی ایک فعال اور متحرک ٹیم انہیں علم وعرفان کا جام پلانے میں مصروف ہے، اس چمنِ رسول کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون میسر آیا۔

بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ مولا تعالیٰ ہم سب کو بزرگانِ دین کے قدم بقدم چل کر اپنی زندگی گزارنے کی توفیق بخشے اور جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی اور دوام و استحکام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

از قلم: محمد مدبر عالم نور جامعی

خادم التدریس والافتاء دار العلوم غوثیہ رضویہ کورہی، ضلع باندہ یوپی۔

وطن .. نیاباڑی ڈیمٹھی، اسلام پور اتر دیناجپور، بنگال

تحریر: ادیب لبیب عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی معروف رضا مصباح قادری نعیمی سربراہ اعلیٰ رضوی نعیمی دارالافتاء کاشانہ سرکار محمد پور کشن گنج بہار

## تأثرات:

حضور رفیق ملت مدظلہ العالی بحیثیتِ مقتدائے اہل سنت۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہ گاہ باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

تاریخ شاہد ہے کہ سیمانچل اپنے علمی ساخت وشناخت میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔اور اپنے سقیم الحالی کے باوجود اپنی زرخیزی وسرخیزی کا ثبوت پیش کرنے میں کامل ہے۔ان گنت و بے شمار اس کے جیالے عالم وفاضل ہیں،ان ہی جیالوں میں ایک ایسی شخصیت جس کے تقویٰ کا یہ عالم کہ وقت کے متقی اعظم،انہیں اپنی امامت کرانے کا طالب ہو، جن کے ذوقِ علم حدیث ایسا کہ مفتی اعظم جن کو علم حدیث کی اعلیٰ درسگاہ (جامعہ نعیمیہ عربی یونیورسٹی،دیوان بازار مرادآباد) کی جانب پیش قدمی کرنے پر راغب ہوں۔فقہ ایسا جن کی تفقہ پر ملک العلماء کا استقدام ہو۔کیا اس باثر اسلاف کے مآثر سے متعارف ہیں؟

وہ جامع الصفات رہنمائے اہلسنت،نیر برج صوفیت،آفتاب شریعت،ماہتاب طریقت حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا محمد نورالدین احمد نوری (ولی صفت) مدظلہ العالی ہیں،جنہوں نے گدری میں لعل کی مَثَل کا صد فیصد ثبوت فراہم کیا ہے۔ آپ کی ذات بابرکت ایسی ہے،جس کی صالحیت وشرافت،عظمت وعزیمت،فطرت وجودت،جبلت واصلیت کی نظیر،معاصرین میں من کل الوجوہ نہیں ملتی!اور آپ کی آنریری،اعزازی، امتیازی کارستانی ہی آپ کے منفرد المثال ہونے میں نمایاں وکلیدی کردار پیش کرتی ہے۔حالانکہ بندۂ بےنوا کو ازیں قبل اتنی اہم ذات والاصفات سے جنہیں حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ تتبع وتلاش کے بعد اپنی امامت کروائیں،سے کوئی تعارف نہیں تھا۔البتہ "دیر آید

درست آید" کے بموجب اب کلی تعارف سے متعارف ہو رہا ہوں۔ اور امامت سے ہی جہاں تقویٰ وطہارت کا پتہ چلتا ہے، وہیں تصوف وروحانیت کا حتیٰ الوسع اندازہ بھی ہوتا ہے۔ جس سے یہ معاملہ آشکارا ہوگیا کہ یہ کوئی عام نہیں! بلکہ قائد و رہبر ہیں۔

احقر العباد نے کئی کتابیں جو بشکل ارشادات، پیغامات، نوادرات، نگارشات، ملفوظات ہیں، دیکھا، جس میں صاحب زادۂ حضور رفیق ملت نے حضرت کی ذات کو جس مہذب انداز میں سلک تحریر میں پرو کر منصۂ شہود پر لایا ہے، یہ کمال محبت کو مستلزم ہے۔ اور یہ ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مستزاد برآں علمائے کرام کی قلبی وفکری تاثرات سے بھی محظوظ ہوا، یقیناً جس سے آنکھیں پُر آب ہوگئیں۔ خیر!

اللہ بھلا کرے، حضرت فناء القادری صاحب کا، کہ انہوں نے اپنی قلمی جولانیت کے توسط سے حضور موصوف کی زندگی میں سوانح کو پیش کر کے تاریخ اُرقام فرمایا۔ جب کہ ہم سیمانچلی علماء آنند کے تار بجاتے ہوئے محض آنند، منگل و پرلطف زندگی بنانے میں گزارتے رہے۔ اور ہم اپنوں کی بلند ہمتی کو کم ہمتی کے تناظر میں پیش کرتے رہے۔ اور دوسروں کی آؤ بھگت، خاطر تواضع اپنی تقدیر جانتے رہے۔ حالانکہ بعض موقعوں میں حریت کا نعرہ بلند کرنے پر اپنے ہی عساکر کی جانب سے الفاظ کے تیر و بھالے سے یلغار سہنا پڑتا ہے۔ جب کہ تعلیم سے روشناس ہونے کے بعد اپنے مذہب ومسلک کے مزاج ومقدر کی تعمیر وتشکیل میں اپنا حصہ اور ہر ممکن قربانیوں کی شمولیت سے دریغ نہیں کرتے۔ ان کے خون اور زخم ماند نہیں پڑتے۔ اور فصیل وقت پہ تازہ لہو کے چھینٹے کی توسط سے دنیا کو وہ ذوق عمل کی ترغیب دیتے کہ وہ اوروں کے لئے تقریب وتبریک کی شکل سے متشکل ہوجاتے۔ اس کے باوجود اجورہ کی شکل میں اپنے لوگوں کے طعن وتشنیع کو جھیلنا پڑتا ہے۔ اور یہ احساس کمتری کی وجہ سے اچٹ کر پڑی رہی جیسی حالات سے دوچار ہیں۔ حالانکہ ایسا بھی نہیں کہ ہم نے احساس برتری کو اختیار نہ کیا ہو، وہ صرف اپنوں کے اختصام کے لئے اختلاج کو فروغ دینا، اور دوسروں کے لیے وجہ اخفاف بنا اور ادھوت بنکر مثل چٹان نمایاں رہنا جیسی فطرت سے ہمکنار ہونا ہے۔ اسی حکمت کے پیش نظر خاموشی کو لب تیغ سے ماسبق وسلف کی یاد کی تازگی کے لئے مابہ

الامتیاز کارنامے انجام دیئے، جو ناقابل تردید مآثر ہیں۔ جبکہ لیت ولعل کے محاسبہ سے لاریب اور اظہر وابین ہے کہ گماشتہ گری پر کوئی متحرک و فعال نہیں ہوتا، بلکہ اپنے علاوہ دوسرے افراد کو منجمد وساکت کرنے کی پیہم کوشش کرتا ہے۔ مگر حضرت مفتی فناء القادری مدظلہ العالی مابہ النزاع سے انفراغ وانفساخ اختیار کرتے ہوئے ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ'' کی روحانی وعرفانی تفسیر پیش کرتے ہوئے حضور موصوف کو برسر شہرت لائے ہیں۔ جس کے مطمح نظر آج جنوب وشمال ہند میں لکل جہات ناقابل تردید کارنامہ سے ماشاء اللہ روشناس کرایا، جو ان کی دقت نظر وجودت طبع کی شناخت کراتی ہے۔ جب کہ اس طرح رہبر ورہنما کی علمی حیثیت، فکری وسعت، اعتقادی استقامت، تہذیبی نکہت، تخلیقی فطرت، تنظیمی قیادت، لسانی طلاقت، بیانی فصاحت وبلاغت، سے ہم لوگ بے خبر ہیں۔ وجہ یہ کہ آپ دوام واستقرار کے ساتھ ''زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے'' آرام کو ملحوظ خاطر تصور کر کے، اسی دھن میں زندگی برائے بندگی کی طرز ادا میں وقت گزاری کرتے رہے۔ پھر صادق ومصدوق کی صداقت سے بھرا گلدستہ بشکل مژدۂ جانفزا، بصورت نعمت غیر مترقبہ (حضرت مفتی ذاکر حسین فناء القادری مدظلہ العالی) آپ کو آپ کے ارشادات، پیغامات، ملفوظات، مخطوطات، مکتوبات، کو پیش کرنے کے لئے عطا فرمایا۔ جن کی علمی وعملی دنیا کی وسعت کا کیا کہنا! جو جہاں دیکھیں، وہاں آفتاب ومہتاب ہیں۔ اور یہ میں لون مرچ لگا کر نہیں کہتا بلکہ محترم موصوف کے کارہائے بیش بہا اس کا واضح ثبوت ہیں۔

جس طرح ماتھے چاند ٹھوڑی تارا، آپ کے حسن صورت کے متعلق محمود ومنظور ہے۔ اسی طرح آپ کی حسن سیرت پر زمانہ گویا ہے اور اس کی عملی پیش کش کی بنیاد پر مخرب زمانہ قوم یعنی دیابنہ ناریہ کا اسلام پور میں اپنی جڑیں مضبوط نہ کرنا، واضح دلیل ہے۔ حضور رفیق ملت مدظلہ العالی کی ذات ویسے بھی اوروں کی طرح متنازع ومشتبہ نہیں ہے، بلکہ ترحم وتبسم کی دلپذیر اداؤں سے اغیار پر اپنے موقف کے اثبات پر کامیابی حاصل کرنا ان کی سرشت میں داخل ہے۔ اور اس کی تنویر وتجلی رہتی دنیا تک کو تسلیم کرنا یقینی ہے۔ کیونکہ اللہ کسی محسن کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ اس کے فیضان کو شائع کرتا ہے۔ ان کی خموشی ہی صواحب اوہام

عاطلہ ،نوائب افکار باطلہ کے لئے طالب اماں ہوتی ہے۔آپ ہی کے عواقب وعواطف نے لوگوں کی توجہ کو آپ کے ارشادات پر مبذول کیا اور عوامل وعوائب سے متنبہ ہوتے رہے۔غواصِ غوایت کی راہیں مسدود ہوتی رہیں جب کہ غفلت طاری، عجلت شعاری کی بنیاد پر ہمارے اسلاف واخلاف کی یادیں مخدوش ہیں حالانکہ ہرآن وزمان خیال خام وزعم ناتمام یہ ہے کہ طغرائے امتیاز غیروں کے سر پر ہی تلاشتے ہیں۔اوراپنے لوگ مثل ''گھر کی مرغی دال برابر'' کے مترادف ہیں۔''مآل کار لا طائل ولا حاصل'' کے بموجب دوسروں کی ذرہ نوازی پر مدہوش ہوجاتے ہیں، حالانکہ ہزاروں مؤثر ومفاخرافرادلقمہ اجل میں آ کر طارم اعلیٰ کی طرف کوچ کر گئے۔

خیر خدا ہم سب کو حفظ وامان میں رکھے اور علامہ فناء القادری صاحب کوسلامت رکھے، تاکہ ہمارا علاقہ کسی بھی بحران کا شکار ہونے سے محفوظ رہے۔مزید برآں ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان کے ہمدوش رہیں۔فقط والسلام مع الاحترام۔

احقر العباد مصباح النعیمی غفرلہ

سربراہ اعلیٰ رضوی نعیمی دارالافتاء کاشانہ سرکار محمد پور، کشن گنج بہار۔

از: مصباح العلماء حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد ارشاد عالم شمس مصباحی
ناظم اعلی جامعۃ المصطفی حیدرآباد۔

## حضور رفیق ملت ایک محبوب ترین شخص۔

قرآن پاک میں ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے (لوگوں کے دلوں میں

)محبت پیدا فرمادیگا،اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا
(1)ایمان۔(2) نیک عمل (3)اور محبت کا پیدا فرمادینا۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب ہم حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا الحاج نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی کو دیکھتے ہیں،تو یقیناً وہ مومن ہیں، بلکہ مومن کامل ہیں، اس میں کوئی شک نہیں اور نیک اعمال کی انجام دہی میں وہ مصروف بھی رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے محبت پیدا فرمادی ہے۔

آج علاقہ اسلام پور اور اس کے اطراف واکناف میں رہنے والے لوگ اور خود یہ حقیر بلاغرض دنیوی حضرت قبلہ سے محبت وعقیدت اور قلبی لگاؤ رکھتا ہے، یہ حضور رفیق ملت کے تقوی وطہارت، سادگی اور نیک عمل کی دین ہے، اگر حضور رفیق ملت کی حیات کا سرسری جائزہ لیا جائے،تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی زندگی کے اکثر حصے علاوہ مسجد میں نماز کی ادائیگی کے، تین جگہوں میں گزارتے ہیں۔1) جامعہ حضرت مولانا نورالدین للبنات جو گاؤں سے بالکل متصل ہے،(2) باہری گھر (باڑی گھر)

3)اپنے گھر کے روم میں۔ان تینوں جگہوں میں یا تو آپ کسی روحانی طور پر پریشان زدہ شخص کی پریشانی دور کرنے میں مصروف رہتے ہیں، یا کسی حاجتمند کی حاجت روائی میں، یا وعظ ونصیحت کرنے میں، یا ذکر واذکار میں مشغول رہتے ہیں۔

یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنی زندگی کے شب وروز، عبادت و ریاضت، ذکر واذکار، وعظ ونصیحت، تسبیح وتہلیل اور نیک عمل میں گزارتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ عنداللہ مقبول تو ہیں ہی، لوگوں کی نگاہوں میں بھی محبوب ترین بنتے جارہے ہیں۔

از: ارشاد شمس مصباحی
خادم جامعۃ المصطفیٰ حیدرآباد۔

از قلم فیض رقم: آفتاب سخن جناب سردار سلیم صاحب قبلہ، صدر ''ادب گاہ'' و صدر ''تنظیم ادب'' و مدیر ''اوراق ادب'' و مدیر ''پھلواری''، روزنامہ اعتماد حیدرآباد۔

## مولانا نورالدین احمد نوری کا کنبہ ''نور علی نور'' ہے

قاضی گاؤں گلاب پاڑہ کی گلپوش گلیوں میں نومبر کے گلابی جاڑوں کی ایک کہر آلود صبح کے جاگنے سے پہلے ایک روشن چہرہ، میری آنکھوں کے سامنے نمودار ہوا، سفید پلکوں پر دانشورانہ تجلی اور لبوں پر مشفقانہ تبسم سجائے اس دلنواز شخصیت سے میری آنکھیں چار ہوئیں، تو دل کے کسی کونے میں ایک چراغ روشن ہو گیا، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میری آنکھوں کے کشکول میں سمندر سمٹ آیا ہے۔

یہ داستان ہے استاذ الاساتذہ حضور رفیق ملت حضرت العلامہ محمد نورالدین احمد نوری سے میری ملاقات کی۔ جس رات کی صبح کا میں تذکرہ کر رہا ہوں، اس رات میں ایک بہت بڑے مشاعرے سے فارغ ہو کر محسن نواز دیناجپوری کے ساتھ محبّ العلما حضرت علامہ مفتی ذاکر نوری المعروف فناء القادری کی جاگیر میں فروکش ہوا تھا، مفتی صاحب کی جاگیر کو دیکھ کر میں ششدر تھا اور سوچ رہا تھا کہ بنگال کی ترائی میں کیسے کیسے عظیم الشان قبیلے آباد ہیں، مسجد، چوپال اور گھنے اشجار سے گھرے عمارتوں کے جس حصار کو میں مکمل بستی سمجھ رہا تھا وہ بستی نہیں تھی بلکہ مفتی صاحب کا بڑا سا گھر تھا، جس میں پوری بستی سما گئی تھی، خاندان کے سبھی چھوٹے بڑے افراد مجسم محبت، مجسم تواضع، جس نے میرے اس بھرم کو توڑ دیا کہ مہمان نوازی کا جوہر صرف حیدرآباد کی نوابی تہذیب میں پایا جاتا ہے۔

میں بیان نہیں کر سکتا کہ حضور رفیق ملت اور مولانا ذاکر نوری صاحب کے گھرانے کی خاطر تواضع اور ادب پروری سے میں کتنا محظوظ ہوا ہوں۔ اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ علم، حلم، تہذیب، سادگی، خاکساری، بندہ پروری، انکساری، ملنساری، اور دینداری میں حضور رفیق ملت حضرت مولانا نورالدین احمد نوری کا کنبہ نور علی نور ہے،

جس شفقت اور محبت کے ساتھ وہ مجھ سے ملے وہ منظر ابھی بھی میری آنکھوں میں مقید ہے۔ ان کے ہمراہ میں نے ان کی جامعہ کا معائنہ بھی کیا، جو اس وقت تعمیر وتزئین کے مرحلے میں تھی، اتر دیناجپور اور اس کے اطراف اکناف کے علاقوں اور دیگر صوبوں میں مولانا نورالدین احمد نوری کی شخصیت قطعی محتاج تعارف نہیں ہے۔ سچ پوچھئے تو آپ کا دجود مجموعہ محاسن ہے، علم دین کے فروغ اور ملت اسلامیہ کی نسل نو کو پروان چڑھانے کے سلسلے میں آپ کی دیرینہ خدمات کو سراہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ عمر عزیز کا قیمتی سرمایہ آپ نے ملت کے نونہالوں کی تعلیم وتربیت کیلئے ہنستے ہنستے خرچ کردیا، آج کی خودغرض دنیا میں قوم وملت کے ایسے بے لوث خدمت گار ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔ اور مولانا کی وہی خوبیاں مفتی ذاکر نوری صاحب کے مزاج میں بھی پائی جاتی ہیں۔ وہی دینداری، وہی بندہ پروری، وہی خوش خلقی، اور وہی سادگی بقول علامہ اقبال:

ع

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی<br>
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

یہ آداب فرزندی کا ہی کمال ہے، جو حضور رفیق ملت کی ٹیلی فونک گفتگو کو عبارت میں ڈھال کر آپ نے کتاب کی شکل دی ہے، یہ ندرت بھرا انوکھا کام انھوں نے کتنی محنت اور کتنی جانفشانی سے انجام دیا ہوگا یہ، وہی جانتے ہیں۔

دکن سے بنگال تک مولانا ذاکر نوری اور ان کے خانوادے نے جو علم کے چراغ روشن کئے ہیں، اس کا اجالا چاردانگ عالم میں جگمگا رہا ہے۔

میں اس مبارک ومسعود موقع پر مولانا ذاکر حسین نوری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ چراغ یوں ہی جلتے رہیں اور یہ اجالا یوں ہی قائم رہے۔ آمین۔

سردار سلیم حیدر آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از: ادیب شہیر معروف شاعر وقلمکار عظیم افسانہ نگار وکہانی کار جناب ڈاکٹر ممتاز نیر صاحب قبلہ دودھ اونٹی کشن گنج بہار۔

# حضور رفیقِ ملت کی پدرانہ شفقت

لائق صد احترام واحتشام، عالی مقام، استاذ الاساتذہ وعلّام، حجۃ الاسلام حضور رفیقِ ملت حضرت علامہ الحاج محمد نورالدین احمد نوری دامت برکاتہ العالیہ کی بلند وبالا شخصیت، اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ عالمانہ کا گنجینہ ہے۔اور علم وعمل، حلم وبردباری، حسنِ اخلاق، محبت واخلاص کا ایک خوبصورت پیکر ہے۔میرا قلم اس نیک، عظیم اور ذی وقار شخصیت کی کما حقہ تعریف وتوصیف لکھنے سے قاصر ہے۔واللہ!......میں جو کچھ محسوس کر رہا ہوں اسے صفحۂ قرطاس پر اُتارنے میں بالکل ناکام ہوں۔

اُن کی زندگی کے ان گنت پہلو ہیں۔مگر میں اُن کی پدرانہ شفقت کے لئے اپنا اظہارِ تاثر پیش کرنیکی ایک ناکام کوشش کر رہا ہوں۔

اُن سے میری پہلی ملاقات، دارالعلوم فدائیہ پاچھورسیہ کے احاطے میں، نورالکونین کانفرنس کے موقع پر، ہوئی تھی۔یہ سال 1978ء کا واقعہ ہے۔میں خاص کر اس جلسے میں، پیرِ طریقت، رہبرِ راہِ شریعت، میرے آقا، میرے مولا، میرے مرشد، سرکار الحاج سید شاہ نور علی رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار سے سرفرازی حاصل کرنے گیا تھا۔لوگوں نے مجھے دیکھا تو اسٹیج پر کلام پیش کرنے کا موقع عنایت کر دیا۔میں نے بھی موقعِ غنیمت سمجھ کر حضور عالی کے روبرو۔

مرے نور علی تم تو نورِ علی ہو

خدا کی قسم تم خدا کے ولی ہو

یہ کلام پڑھ دیا۔ دعائیں ملیں، انعامات ملے، پزیرائی ہوئی۔ اختتامِ جلسہ سے کچھ دیر قبل حضور رفیقِ ملت، حضور عالی کی آرام گاہ کے سامنے، مجھے مل گئے۔ انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ اس سے پہلے کہ میں سلام کہتا، انہوں نے ہی کہدیا۔ اور مجھ ناچیز حقیر کو ،ایک باپ جیسے بیٹے کو پیار کرتا ہے، پچکارتے ہوئے حوصلہ افزائی کی اور تعریفی جملوں سے میرے ننھے سے قد کو بلند کر دیا۔ میں چونکہ اس بڑی کانفرنس میں مدعو نہیں تھا، اسلئے میرے رہنے کیلئے کوئی انتظام نہیں تھا۔ حضور رفیقِ ملّت نے ایک شخص سے میرا تعارف کرا کر رہائش کا مسئلہ حل کر دیا۔

حضور رفیقِ ملت سے دوسری ملاقات 1980ء کے ایک جلسہ کے تحت اسلام پور میں ہوئی۔ وہاں میں بحیثیت مدّاحِ رسول مدعو تھا۔ آپ علمائے کرام کی آرام گاہ میں تشریف رکھتے تھے، مجھے دیکھتے ہی آپ ایسے لپکے جیسے بہت دن سے بچھڑے ہوئے بیٹے کو دیکھ کر کوئی باپ!

شفقتِ پدری سے سرشار چہرہ، مُسرّت برساتی ہوئیں آنکھیں اور محبت اور شفقت کے کلمات لٹاتے ہوئے لب، بہت ہی شفقت سے لبریز ملاقات۔

تیسری ملاقات عمل جھاڑی کے ایک جلسہ میں 1981ء میں ہوئی۔ شفقت سے پُر ملاقات رہی۔ پھر اسطرح کی، بے لوث شفقت سے بھرپور ملاقاتیں ہوتیں رہیں۔ ایک بہت خاص ملاقات۔ 1987ء۔ میں میرے والدِ گرامی حضرت مجیرالدین مرحوم ومغفور کے انتقال کے بعد ہوئی۔

ابا کی موت کی خبر سن کر بہت مغموم ہوئے۔ مجھے گلے لگا کر تمام تر حوصلوں سے نواز دئے۔ میرا دل حوصلے کی طاقت سے مملو ہو گیا۔ اس کے بعد حضور رفیقِ ملت سے بیشمار ملاقاتیں ہوتیں ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے، جب وہ ملتے ہیں، میرے مرحوم

ابا جان کی روح، حضور رفیقِ ملت کے اندر سرایت کر جاتی ہو۔ اور وہ مجھے حقیقی ابا ہیں مگر نہیں!!! کسی کی روح کسی دوسرے کے اندر ہرگز سرایت نہیں کرتی، یہ میرا دل ہے، جو ایسا کہنے پہ مجبور ہے۔!!! کیوں کہ حضور رفیقِ ملت کا بیش بہا اخلاص، بلند ترین اخلاق اور بے لوث محبتوں اور شفقتوں کے خزانہ کا دروازہ میرے لئے کُھل جاتا ہے۔ یہ صرف میرے لئے ہی نہیں۔ ہر ایک کیلئے کھلا رہتا ہے۔

از: ڈاکٹر ممتاز نیّر شاعر، افسانہ نگار ادیب
دودھ اونٹی، ٹھاکر گنج، کشنگنج، بہار۔

■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■■
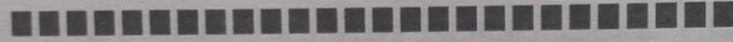
از قلم: حکیم ڈاکٹر خواجہ فرید الدین صادق ایڈوکیٹ، انجینئر، جرنلسٹ، مہدی پٹنم حیدر آباد انڈیا۔

## حضور رفیقِ ملت علامہ الحاج محمد نور الدین احمد نوری صاحب قبلہ مدظلہ العالی ''میری نظر میں''۔

یہ بات تو طئے ہے کہ تا قیامت امت کو سیدھی راہ دکھانے کا کام، علمائے دین پر منحصر ہے کیونکہ اب کوئی رسولِ خدا آنے والا نہیں ہے، ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسولِ خدا ہیں اور آپ نے خدا کی کتاب اور اپنی حیاتِ مبارکہ سے جو تعلیمات اپنی امت کو دی ہیں، وہ مکمل تعلیمات دین و دنیا ہیں، لیکن خدا کی کتاب کو سمجھنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر مبنی احادیث کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی، یہ ذمہ داری ان علمائے کرام کے کاندھوں پر ہے، جو علم دین اور دنیاوی مسائل کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، وہ اپنے حلقہ بگوش میں موجود تمام دینی

بھائیوں کو، مومنوں کو علم قرآن وحدیث کی روشنی پہنچائیں تا کہ اس فانی دنیا میں جتنے دن بھی وہ رہیں، ہر کام اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کے لئے کرتے جائیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ کوئی ایک عام آدمی یا ایک مومن کے تقویٰ کی فکر کرے، اور اسے متقی و پرہیز گار بنائے تا کہ انسانیت زندہ وسلامت رہے اور جہالت سے لوگ دور رہیں۔ لیکن ایک اچھے عالم دین بننے کے لئے کڑی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ درسِ قرآن اور درس حدیث کے لئے کئی پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، اساتذۂ کرام کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں، اپنی زندگی کے عیش وآرام اور دنیاوی لذتوں سے ایک حد تک کنارہ کشی اختیار کرنی پڑتی ہے، گھر بار چھوڑ کر علم حاصل کرنے دور دور تک جانا پڑتا ہے، تب کہیں جا کر ایک اچھا عالم دین تیار ہوتا ہے۔ ایسا ہی ایک جید عالم کی ایک مثال آج آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، میری مراد حضور رفیقِ ملت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی صاحب قبلہ سے ہے، ہم اپنے مضمون میں آگے آپ کو بتائیں گے کہ یہ جو عالمِ دین ہیں، کتنے پائے کے عالمِ دین ہیں، ان کے تعارف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آج آپ کے شاگرد دنیا کے کونے کونے میں علم دین کی روشنی پھیلا رہے ہیں، اور آپ کے دو فرزند جناب مفتی محمد ذاکر حسین نوری صاحب قبلہ اور علامہ مولانا محمد مجیب قیصر نوری صاحب قبلہ حیدرآباد میں علم دین کی اشاعت میں مصروف ہیں جب کہ آپ کے دیگر فرزندان میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری آندھرا پردیش کے تجارتی شہر وشاکھا پٹنم میں دین کی روشنی پھیلا رہے ہیں اور آپ کے ایک اور فرزند حضرت مولانا عبدالمبین نوری بھی حیدرآباد میں علم دین کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

حضراتِ گرامی! جس کے چار فرزند جید عالم مفتی قاری اور حافظ ہوں اس کی شخصیت کے بارے میں سوچئے گا کہ وہ کس پائے کی شخصیت کے حامل ہیں، میری مراد حضور رفیقِ ملت مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی صاحب قبلہ سے ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت قبلہ کی عمر اس وقت تقریباً ۹۰؍ برس کی ہوگی لیکن آج بھی حضرت

قبلہ برابر اپنے شاگردوں میں علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں، آپ کے والد محترم جناب پیر محمد صاحب قبلہ پیشہ سے کاشت کار تھے، لیکن ایک بہترین ہمدرد، متقی، پرہیز گار، امانت دار، صادق اور امین کی حیثیت سے مشہور تھے، آپ نے اپنے فرزند حضرت قبلہ الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کی پرورش میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، انہیں بجائے کاشتکاری کے علم دین حاصل کرنے کے لئے جید اساتذہ اور بہت ہی فعال مدرسین اور جامعات کے حوالہ کیا (جامعہ نگر قاضی گاؤں، پوسٹ عمل جھاڑی تھانہ اسلام پور ضلع اتر دیناج پور مغربی بنگال ہندوستان) کے ایک کاشتکار کا یہ فیصلہ کہ ان کے بیٹے کو عالم دین بنانا ہے، دنیا کے لئے اتنا کارآمد ہوگا، وہ اس وقت سوچے بھی نہیں ہوں گے، جناب پیر محمد صاحب قبلہ کے ہم کیا آنے والی نسلیں قیامت تک ہر کوئی ان کے اس احسان کو نہیں بھولے گا۔

حضراتِ گرامی! میں ایک ادنیٰ طالبِ علم یہ جسارت کر رہا ہوں کہ حضور رفیقِ ملت الحاج محمد نورالدین احمد نوری صاحب قبلہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں، میں Slamic Studies اسلامک اسٹڈیز سے M Phil عثمانیہ یونیورسیٹی حیدرآباد دکن انڈیا سے لیا، اور میری دو کتابیں ایک تو حدیث پر مبنی انگریزی میں Hadis as a Source Of Low اور دوسری کتاب قرآنِ پاک پر Holy Qurans Guidence to Humanity شائع ہو چکی ہیں، مجھے ہندوستان کی سب سے زیادہ ڈگری یافتہ شخص قرار دیا گیا ہے، خود میرے دوست حضور رفیقِ ملت کے فرزند محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری مجھے کثیر الاسناد کے لقب سے پکارتے ہیں، مگر آج میں جب رفیقِ ملت کے بارے میں پڑھا، تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اتنا علم حاصل کرنے کے باوجود میری کوئی حیثیت ان کے سامنے نہیں ہے، میں ایک قطرہ ہوں، تو وہ ایک سمندر ہیں، میں ایک ذرہ ہوں، تو وہ ایک آفتاب ہیں، اب ان کے بارے میں میرا قلم قاصر ہے کچھ لکھنے سے، مگر میں اتنا کہوں گا کہ مغربی بنگال کی یہ شمع جو روشن ہوئی ہے، وہ تا قیامت ان کے شاگردوں کے ذریعہ دستبہ دست ساری دنیا میں گشت کرتی رہے گی۔

آپ کی زندگی قابلِ تقلید ہے۔ مدرسہ نورالایقان گرنا باڑی 1958ء کو بحیثیت صدر مدرس آپ نے صرف 80ر روپیہ ماہواری پر جائزہ حاصل کیا، اور آج تقریبا ۶۲ر سال ہوگئے ہیں، اس مدرسہ سے جو کہ اب ایک جامعہ کی شکل اختیار کر چکا ہے، وابستہ ہیں، آپ کے شاگردوں کی تعداد کوئی بتا نہیں سکتا، ہزاروں علماء آپ کے شاگردوں میں موجود ہیں۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں مرد، عورت بوڑھے، بچے سب ہی ہیں، سماجی خدمت گذار بھی ہیں، تجار بھی ہیں، ڈاکٹر، انجینئرس کے علاوہ مفتیانِ کرام ، حفاظِ کرام، قرائے کرام اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود ہیں ، تقریبا ۴ تا ۵ر ہزار علماء آپ کے شاگرد ہیں، پھر ان علماء کے شاگرد اس طرح یہ سلسلہ دین اسلام کو روشن رکھنے کا، تا قیامت چلتا رہے گا۔ اور اس کا ثواب رفیقِ ملت اور ان کی اولاد کو بھی ملتا رہے گا۔

آپ کے فن اور شخصیت اور کارناموں پر بنگال کی یونیورسیٹیز میں M Phil اور P.H.D کرنے کے لئے اسلامک اسٹڈیز سے میں گذارش کروں گا کہ وہ اپنے ریسرچ اسکالر سے مولانا محمد نورالدین نوری پر کام کرائیں۔

حضراتِ گرامی جو اپنے گاؤں اپنی بستی قاضی گاؤں کی جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں زائد از ۶۰ر سال سے بغیر کسی اجرت کے رضائے الٰہی کے لئے امامت و خطابت کر سکتا ہے، اور جس کے ہزاروں شاگرد اس دنیا میں موجود ہیں، اور جو حضرت سید شاہ نور علی صاحب قبلہ المعروف بہ حضور عالی مدظلہ العالی سجادہ نشیں خانقاہِ سمرقندیہ رحم گنج در بھنگہ شریف بہار کے مرید ہیں، جن کے چار صاحبزادے عالمِ دین ہیں، جن پر کئی بزرگانِ دین کا شفیق سایہ رہا ہے، اور کئی کتابیں اور مضامین آپ کی حیاتِ طیبہ پر شائع ہو چکی ہیں، جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآنِ پاک کی تعلیمات کو عام کرنے میں گذرا ہے۔ کیا ایسی شخصیت پر M Phil یا P.H.D کرنا اور ان کی زندگی کو خاص و عام کے سامنے لانا اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہونا غلط ہوگا؟ ہرگز نہیں! میری طالبِ علمی

کے دور میں اگر حضرت قبلہ کے بارے میں میں واقف ہوتا، تو میں حضرت قبلہ نورالدین احمد نوری پر ضرور M Phil کرتا یا P.H.D کرتا۔

حضراتِ گرامی! میں جانتا ہوں کہ میرا یہ مضمون حضرت قبلہ کی حیات اور کارناموں کو پوری طرح سے پیش کرنے میں ناکام رہا ہے، پھر بھی جو بھی باتیں آپ کی خدمت میں رکھا ہوں، اگر ان پر بھی غور کیا جائے، تو یہ مضمون میرا کام آجائے گا "پھول نہیں تو پھول کی پتی سہی" کے محاورہ پر میرا مضمون صادق آتا ہے۔ ان شاء اللہ پھر کبھی ایک تفصیلی مقالہ آپ پر قلم بند کرنے کی کوشش کروں گا آپ سب سے گذارش ہے کہ احقر کی دین، دنیا اور آخرت کو بہتر کرنے کے لئے خدا سے ضرور دعا مانگیں۔

آپ کا مخلص
حکیم و ڈاکٹر خواجہ فریدالدین صادق حیدرآباد۔

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

از قلم فیض رقم:
حضرت علامہ مولانا مفتی انصار احمد مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی،
لوچہ، تھانہ چکلیہ، ضلع اتر دیناج پور، بنگال۔

# حضور رفیق ملت نمایاں شخصیت کے حامل۔

سیمانچل کا علاقہ خاص کر اتر دیناج پور ہمیشہ سے وسیع الظرف رہا ہے، یہاں دین وسنیت کی خاموش خدمت کرنے والوں کی اچھی تعداد ہے۔
ان شخصیات کی خدمات بنیادی حیثیت کی حامل رہی ہیں:

انھوں نے افرادی قوت پیدا کی، سخت تنگی کے زمانے میں، گھر گھر جا کر لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کو دینی مدارس میں، تحصیل علم کے لئے بھیجیں، اچھے اور قابل طلبہ کو اپنی کفالت میں لے کر تعلیم دلائی، مشہور و معروف شخصیات کے دورے کرائے۔

آج پورے بھارت میں جو علمی چہل پہل ہے، اس کا ایک خاطر خواہ حصہ اسی علاقے کے جاں نثار علما کی مرہون منت ہے۔

انھیں حضرات میں ایک نمایاں نام حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا محمد نورالدین احمد نوری دام فیضہ کا ہے۔ اس وقت حضرت کا وجود، اہل سنت کے لئے اللہ کی ایک نعمت ہے۔ مجھے اس بات کا قلق ہمیشہ رہے گا کہ میں حضرت کے بارے میں دیر سے جان پایا، لیکن جب سے جانا ہے، میرا اشتیاق، میری عقیدت و محبت، میری ارادت روز افزوں ہوتی جارہی ہے۔

## حضرت سے ملنے والوں سے بہت کچھ سن رکھا ہے:

باتیں ان کی لفظ لفظ موتی، سیرت و کردار، اسلاف کا آئینہ، عمر کی اس دہلیز پر بھی، حسن اخلاق کے ایسے جوہر ہیں کہ دو گھڑی پاس بیٹھنے والوں کو جنید و بایزید کی صحبتوں کا گمان ہونے لگے؛ علم ایسا کہ شریعت کی بحث ہونے لگے تو دلائل و براہین کا ساون بھادو برسنے لگ جائے۔

ان کی ذات شخصیت سازی میں بہت مشہور ہے۔ بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کی حیات ہی میں آپ کے لائق فرزند حضرت علامہ مفتی ذاکر حسین فناء القادری صاحب قبلہ کچھ کر رہے ہیں، بلکہ بہت کچھ کر بھی چکے ہیں۔ سچ ہے، اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ یہ جذبہ اسلاف شناسی یقیناً قابل تقلید ہے۔

اللہ دونوں حضرات کا سایہ دراز فرمائے۔

از: (مفتی) انصار احمد مصباحی
رکن جماعت رضائے مصطفیٰ، اتر دیناج پور، بنگال۔

از: فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا ساجد رضا قادری رضوی صاحب قبلہ
مسکونہ جگناتھ پور، موضع بیلوا، پوسٹ سنکولہ، تھانہ آباد پور،
وایا: بارسوئی، ضلع کٹیہار

# حضور رفیق ملت صاحب دعوت وعزیمت۔

سیمانچل کی ایک عظیم اور ولی صفت بقید حیات بزرگ حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کے ٹیلی فونک ملفوظات اور کبھی علماء کے تأثرات کو خود ان کے خلف وجانشین محبّ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری مصباحی، خلیفہ حضور شیخ الاسلام وتاج السنہ کی وساطت سے اہالیان گروپ محظوظ ہورہے تھے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

گروپ کے اہل علم بھی تأثرات پیش کرنے سے پیچھے نہیں رہے، بالخصوص محبّ مکرم ومحترم نقیب آباد پور، حضرت علامہ مفتی محمد شجاع الدین قادری برکاتی صاحب، کہ انہوں نے تأثرات کے ذریعہ عدم شناسائی کے باوجود کھلے دل سے ملفوظات وتأثرات کا استقبال کیا۔ اورنجی تأثرات پیش کرکے اپنے اکابر سے مربوط رہنے کا درس دیا۔

حقیر اس لائق تونہیں ہے کہ کسی عالی ذات پر کچھ تأثر پیش کرسکے، مگر اولیاء ومشائخ کے ثناخوانوں کو نہیں تو ان سے وابستگی کو ذریعۂ نجات ضرور تصور کرتا ہوں، اسی لئے ٹوٹی پھوٹی زبان میں چند کلمات ترتیب دیکر محبین اولیاء اللہ کے زمرے میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

حضور رفیق ملت سے کبھی روشناسی ہوئی، اور نہ ہی اس کوہ نور کی شہرت سے کبھی کان آشنا ہوئے تھے، مگر جو کچھ ان کی ذات سے متعلق معلومات کا خزانہ ملا، حقیر کے تشکیل کردہ واٹس ایپ گروپ ''فیضان لوح وقلم'' میں بذات خود رفیق ملت کے منجھلے صاحب زادے محبّ العلما حضرت علامہ مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری مصباحی بانی وشیخ الحدیث جامعہ طیبۃ

الرضا چشتل میٹ حیدر آباد کی زبانی اور توسط سے ہوئی، حضرت فناء القادری مصباحی صاحب ایک خلیق، ملنسار، اصاغر نواز، علم پرور، عالم دوست، اور اس جیسے بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں، میرے اثمار حیات کی اولیں فصل بہار محمد احتشام رضا حضرت کے قائم کردہ ادارہ میں زیر تعلیم ہے، اس لئے حقیر متعدد بار جامعہ کی حاضری اور شرف ملاقات سے مشرف ہو چکا ہے، بایں سبب نزدیک سے ان خوبیوں کو دیکھنے کا موقع بھی ملا ہے۔

خیر بات کر رہا تھا حضور رفیق ملت کی، حضرت فناء القادری صاحب لائق ستائش اور صد تحسین ہیں کہ آپ نے اپنے والد کریم کی حیات وخدمات کے انمٹ نقوش کو دو لحاظ سے محفوظ و مامون فرما رہے ہیں، ایک دینی اعتبار سے بجوائے مصرعہ،، نام نیک رفتگاں ضائع مکن،، اور دوم ولدیت کی سعادت مندی و فیروز بختی سے جانشینی کا حق ادا کر رہے ہیں۔

واقعی حضور رفیق الملت دام ظلہ کی شخصیت سیمانچل کی دھرتی پر ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے، ایسی عالی حیثیت عبقری شخصیت زمانہ روز روز پیدا نہیں کرتا، حضور کی ایک ہی بات ان کے صاحب دعوت وارشاد اور استقامت وعزیمت ولی ہونے کے لئے کافی ہے کہ اس دور پرفتن اور افتراق وانتشار کے عالم میں جب کہ علماء شکوہ کناں ہیں، کہ جس عزت ووقعت کے وہ حقدار ہیں، عوام ان کی پذیرائی نہیں کرتی، خواطر خواہ عزت افزائی سے لوگ مالال نہیں کرتے، ایسی تمام شکوہ وگلہ بارگاہِ رفیق الملت میں آ کر دم توڑ دیتی ہے۔

غیر وطن میں عزت پانا کوئی مشکل کام نہیں ہے، اور نہ ہی صاحب کرامت ہونے کی دلیل ہے، دراصل وہاں پر ہم اجنبی ہوتے ہیں، اور اجنبی عالم کی عزت و ناموس کا پاس ولحاظ کوئی بھی کرتا ہے، اس لئے عزت کی تلاش میں ہم کہاں سے کہاں در بدری، جہاں گردی وآبلہ پائی کرتے رہتے ہیں، اور یہ قصور فہم و دانش ہے یا کسی شاعر کے دل بہلانے والی مضمون آفرینی کہ۔

وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا　　عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا

شعر مذکور میں کہاں تک صداقت کا عنصر غالب ہے، نہیں کہا جا سکتا، البتہ میری نگاہوں میں وطن سے باہر کی عزت افزائی عارضی اور وقتی ہوتی ہے، جب کہ اہالیان وطن کی

نگاہوں میں جو بھی عزت بنتی ہے، وہی اصلی عزت ہوتی ہے، جو بعد وفات بھی اثر پذیری کے اعتبار سے دیرپا ثابت ہوتی ہے، اور اس کا سلسلہ نسل در نسل تک جاری رہتا ہے، ایسی عزت صرف اور صرف نادر روزگار شخصیتوں ہی میں سے کسی خوش قسمت کو ملتی ہے، انہیں خوش بختوں میں سے ایک میرے ممدوح عالی قدر حضور رفیق ملت کی ذات والا صفات بھی ہیں، کہ آپ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک ایک ہی مدرسہ میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رکھا، اور شاگردوں کا سلسلہ بھی نسل در نسل کو منتقل ہو گیا، اور ایک ہی مسجد میں فی سبیل اللہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ لیکن کیا اس مدت مدید میں کبھی مدرسے میں ہوں، یا مسجد میں، کہیں اَن بن نہیں ہوئی ہوگی، اَن سلجھے مسائل درپیش نہیں ہوئے ہوں گے، انسانی زندگی کے ساتھ لازم وملزوم بن کر تلخ لوازمات بن بلائے مہمان کی طرح آجاتے ہیں، کیا حضور رفیق ملت کی زندگی تلخ وشیریں لوازمات سے خالی ہوسکتی ہے، ہرگز نہیں، تو پھر ان بن ضرور ہوئی ہوگی، تلخ لمحات اور اَن سلجھے مسائل بھی ضرور سامنے آئے ہوں گے، لیکن ان تلخیوں کو اپنے ناخن تدبیر سے سلجھا کر شیریں کر کے ہی دم لئے ہوں گے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج تک آپ اسی ایک مدرسہ اور مسجد کی خدمات پر مامور ہیں، اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک صاحب دعوت بزرگ ہیں، تو وہیں پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ استقامت وعزیمت کے کوہِ ہمالیہ بھی ہیں، اسی لئے آپ کی عزت وتکریم کا سلسلہ نہ صرف ضعیف العمر بلکہ ایک پیڑھی سے گزر کر دوسری نسل کے نوخیز لالہ وگل تک کرتے ہیں، اور خواص شاگردوں کی نظروں ہی میں نہیں بلکہ عوام کے نزدیک بھی آپ تاج ولایت سے مشرف ہیں۔

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھئے۔

فقط

محمد ساجد رضا قادری رضوی
خطیب وامام جامع مسجد رحمت کاشی پور،
منڈل کندی ضلع سنگاریڈی تلنگانہ۔

از قلم: حضرت علامہ مولانا محمد مستقیم احمد نوری
ساکن برناباڑی، پوسٹ سوناپور ضلع اتر دیناجپور بنگال۔

# حضور رفیق ملت ایک باکمال شخصیت۔

دین وسنت کی ترویج واشاعت اور قوم وملت کی اصلاح وتربیت کے لئے اللہ رب العزت جن مبارک ومسعود ہستیوں کا انتخاب فرماتا ہے، ان کو مضبوط اور اعلی کردار کا جامع، زہد وتقوی سے متصف، توکل واستغناء سے مالامال، صبر وتحمل کا حامل، شریعت کا متبع، طہارت وپاگیزگی کا پیکر اور جملہ اوصاف حمیدہ کا مجسمہ بنا کر دنیا میں بھیجتا ہے، جو اپنے کردار وعمل، اخلاق وعادات کی وجہ سے قوم مسلم کے لئے ایک نمونۂ عمل بن جاتی ہیں، ان کی حیات پاک کا ہر لحہ ہراک کیلئے ایک مشعل راہ ہوتا ھے، جس کی ضیابار کرنوں سے گم گشتگان راہ حقیقت اپنی منزل کا آسانی پتہ لگا لیتے ہیں اور ان کے فرامین پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کے لئے بھی نمونہ عمل بن جاتے ہیں، انھیں باکمال شخصیتوں میں حضور رفیق ملت استاذ الاساتذہ علامہ ومولانا الحاج محمد نور الدین احمد نوری مدظلہٗ العالی کی ذات گرامی ہے۔

حضور رفیق ملت ایک صاف ستھری سیرت کے مالک ہیں، اور خالص مذہبی زندگی پسند کرتے ہیں، یہی ان کی زندگی کا نصب العین ہے، جو صراط مستقیم پر خود چلتے ہیں اور خلق خدا کو بھی اس پر چلنے کا درس دیتے ہیں، وہ بلند فکر، کہنہ مشق مدرس ہیں، سنت رسول پر مداومت کرنا اور سختی سے کاربند رہنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے، آپ شہرت طلبی کے بالکلیہ خلاف ہیں، جس کی مثال یہ کہ آپ کبھی لگژری رہائش، زرق برق لباس، لگژری سواریاں استعمال نہیں کئے، حتی کہ جس دور میں سائیکل کا استعمال بڑکپن کی نشانی تھی، اس دور میں آپ نے سائیکل کا استعمال نہیں کیا، اسی وجہ سے اپنے دولت

کدہ سے گرنا باڑی کا سفر پیدل ہی کرتے تھے، احقر کا بچپن ہی سے حضور رفیق ملت کے یہاں آنا جانا ہے، کیونکہ ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب سے دوستی ہوگئی تھی، الحمدللہ تا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے، آپ طہارت و پاکیزگی کے ایسے خوگر ہیں، کہ تھوڑی سی گندگی بھی دیکھنا گوارہ نہیں کرتے ہیں، میں نے بارہا حضرت کو جھاڑو لگاتے دیکھا ہے، یہ ان کی عجز وانکساری کی جھلک ہے۔

آپ ہمیشہ گول ٹوپی کا استعمال کرتے ہیں، میں نے کبھی بھی آپ کو خالی سر نہیں دیکھا۔

حضور رفیق ملت مجھے بھی اپنے صاحبزادوں کی طرح شفقت کی نظروں سے دیکھتے ہیں، جب میں دارالعلوم فدائیہ خانقاہ سمرقندیہ میں رہتا تھا، چاہے وہ تعلیم وتعلم کا دور ہو یا درس وتدریس کا، حضرت جب خانقاہ تشریف لاتے تو حقیر کو بلا کر ضرور خیریت دریافت کرتے، اور خوشی ومسرت کا اظہار فرماتے، حضرت کے عمدہ اخلاق کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ آپ کبھی کسی مدرسہ کے طالبعلم سے کوئی کتابی سوال نہیں کرتے، پوچھنے پر فرماتے ہیں کہ اگر وہ جواب نہ دے سکا تو اس مہمان رسول کو شرمندگی محسوس ہوگی۔ جب میں دارالعلوم فدائیہ خانقاہ سمرقندیہ میں رہتا تھا، تو اپنی محفلوں میں اکثر حضور عالی سیدی مرشدی نور علی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ حضور رفیق ملت کا تذکرہ فرماتے اور آپ کے تقوی پر فخر کرتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے ہے کسی شر پسند نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضور رفیق ملت حضرت مولانا نورالدین صاحب انتقال فرما گئے ہیں، تو حضور عالی نے فوراً دارالعلوم کے اندر تعلیمی تعطیل کا حکم فرما دیا، اس قدر غمگین ہو گئے کہ حضور عالی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، یہ ان سے ان کی دلی محبت کا ایک نمونہ تھا۔

میرے زمانۂ طالبعلمی میں ایک واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ حسب معمول بعد مغرب مزار مقدس کے احاطے میں طلبا اور عشاق صلوۃ وسلام پڑھ رہے تھے، اور حضور عالی اپنے حجرہ کے صحن میں جلوہ فرما تھے، اور صلوۃ وسلام کی سریلی آواز سن رہے تھے،

سلام کے بعد جب سب مزار شریف کی احاطے سے باہر آئے تو حضور عالی نے دریافت فرمایا کہ وہ کون بچہ تھا، جسکی سریلی آواز سنائی دے رہی تھی، ہم لوگوں نے بتایا کہ وہ مولانا نورالدین احمد کے صاحبزادہ محمد ذاکر حسین نوری ہیں، حضور عالی ان کو اپنے پاس بلائے اور انعام کے طور پر کچھ روپے عطا فرمائے، اور بہت ساری دعاؤں سے نوازا، یہ حضور عالی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج وہ علماء کی فہرست میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، جن کی تصنیفی وتدریسی خدمت سبھوں کی نظروں میں عیاں ہے۔

حضور رفیق ملت کی تعلیم وتربیت کا ثمرہ ہے کہ ان کے چار صاحبزادے عالم با عمل ہیں، جب کہ اس دور میں اکثر لوگ اور کچھ علماء بھی اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم دیکر دنیا دار بناتے ہیں، رب کا شکر ہے کہ حضور رفیق ملت نے دنیا کی دولت کے لئے نہیں بلکہ آخرت کا خیال فرما کر اپنی اولاد کو دین وسنت کی راہ میں وقف کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ میں دعا ہے کہ حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم و دائم رکھے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

﴿یکے از خاک پائے اولیا﴾

**محمد مستقیم احمد نوری**

ساکن برنا باڑی سونا پور ضلع اتر دینا جپور بنگال۔

از: حضرت علامہ مولانا محمد منصور عالم نوری مصباحی
بڑاپوکھر، طیب پور کشن گنج بہار۔

# درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

اس خاکدان گیتی کے مختلف ملکوں اور خطوں میں مخلص وارثین انبیاء کرام اپنی ٹوٹی چٹائیوں میں بیٹھ کر دین متین کی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور آج بھی دے رہے ہیں۔ان ہی بزرگان دین کے توسل سے دین اسلام اپنی صحیح واصلی روپ میں ہم تک پہنچا ہے، علمائے کرام روئے زمین پر سورج کے مانند ہیں۔جس طرح سورج کی روشنی میں راہ چلنے والوں کو کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے، اسی طرح دین اسلام کے یہ سورج اپنی روشن شعائیں اس طرح پھیلائے رکھتے ہیں کہ دین پر چلنے والوں کے لئے کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے۔ دین اسلام کا ہر مسافر بسہولت منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔
الغرض حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا محمد نورالدین احمد نوری صاحب قبلہ صوبہ پچھّم بنگال کے خطۂ اسلام پور کے اکناف واطراف (اسلامپور سے کشن گنج تک کے تقریباً تمام قریہ جات) میں سورج کے مثل ہیں، آپ شمس الدین ہیں، آپ نورالدین ہیں۔

آپ نے شروع سے ہی اپنا یہ نصب العین بنایا کہ فروغ تعلیم اسلام کے لئے کام کیا جائے، دینی تعلیم کو عام کیا جائے، تشنگان علوم دینیہ کی سیرابی کی جائے، جہالت کو علاقہ سے ختم کیا جائے، اس مشن کے حصول کے لئے آپ نے تدریس کا راستہ چنا، اور اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہے، نہ جانے اس پر خطر راہ میں باد سموم کی کیسی کیسی لپٹیں آپ کوجھلسانے کی کوشش کی ہونگی، حالات کے کیسے کیسے نشیب وفراز سے آپ نبردآزما ہوتے رہے ہوں گے، کیا کیا پریشانیاں اور تکالیف آپ کو آئی ہوں گی، لیکن آپ نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا، اپنے کام کے دھن میں لگے رہے، آپ نے دین متین کی بے

لوث خدمت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے گہوارہ علم وادب سے فیض پانے والوں کی تعداد سیکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے، اور مادر وطن کے مختلف حصوں میں جامعات، دارالعلوم، مدارس، مکاتب اور مساجد کے اہم عہدوں پر فائز ہیں، اور فروغ دین وملت کے لئے نمایاں کام انجام دے رہے ہیں، آپ کی اہم خصوصیت جو آپ کو اپنے ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی اولادوں کو بھی زیور علم وادب سے آراستہ کیا ہے، میری نظروں میں بہت سے علمائے کرام ہیں، جن کی صلاحیت وقابلیت پر چنداں شک نہیں، لیکن انہوں نے اپنے بچوں پر توجہ نہ دی، اگر توجہ دی بھی تو دنیاوی تعلیم کے لئے، تو ان کے بچے یا تو نرے جاہل رہ گئے، یا اسکول وکالج میں پڑھ کر پکا دنیادار بن گئے، لیکن حضور رفیق ملت ایک ایسے خوبصورت، حسین ودلکش درخت ثابت ہوئے ہیں کہ آپ کے پھلوں سے آپ کی ذات کا علم ہوتا ہے، آپ نے بچوں کو دین اسلام کی تعلیم سے آراستہ کیا ہے، کسی کو عالم وفاضل، کسی کو مفتی بنایا، کسی کو بہترین مجود وقاری قرآن بنایا۔

میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں آپ کے فرزند ارجمند خطیب ذی شان محبّ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی صاحب کے قریب رہا ہوں، اور شرح تہذیب وغیرہ کے کچھ اسباق پڑھا بھی ہوں، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب سے کسی قدر واقف ہوں، اور مجود وقاری عبد المبین نوری صاحب نظروں میں گھوم رہے ہیں، ان سب سے دوران طالب علمی قریب رہا ہوں، لیکن فناء القادری صاحب سے زیادہ قریب رہا ہوں۔ الحمد للہ میں نے انہیں مخلص ووفادار پایا، ہر حالت میں چہروں پر مسکراہٹ، کشادہ دل وکشادہ دست پایا۔ کہیں سے غرور وتکبر کی جھلک نہیں، بڑوں کی عزت کرنے والے، چھوٹوں پر شفقت کرنے والے پایا، ان نیک صفت اولادوں سے شفیق والد کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کتنے با اخلاق، نیک صفت، مشفق ومخلص ہوں گے۔ یہاں یہ محاورہ سچ ثابت ہوجاتا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

حضور رفیق ملت مدظلہ العالی حضور عالی سیدنا نور علی صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ اور حضور سیدنا مفتئ اعظم مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے بھی بہت قریبی رہے ہیں، جس کا اندازہ مجھے حضور عالی علیہ الرحمہ کے اس تحریر پر تنویر سے ہوا جو "مشائخ نقشبندیہ اور حضور عالی" میں چھپا ہے، جس کا ایک پیراگراف من وعن میں نقل کرتا ہوں جس سے میرے استدلال پر روشنی پڑے گی۔

"الحمد للہ! فقیر کو بڑے بڑے اکابر علمائے اہل سنت ومشائخ ملت سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور یہ بات فقیر بڑی مسرت کے ساتھ عرض کر رہا ہے کہ خبر گاؤں علاقہ اسلامپور مولانا مہتاب کے گھر حضور مفتئ اعظم ہند تشریف فرما تھے اور ساتھ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری صاحب بھی تھے، فقیر نے اپنے ایک مرید مولانا نور الدین سلمہ، فاضل منظر اسلام کی معرفت مفتئ اعظم کو سلام کہلا بھیجا، تو سرکار نے علامہ اختر رضا صاحب کو حکم دیا کہ میں تندرست ہوتا تو خود کھڑے ہو کر سلام کا جواب دیتا، اختر میاں تم کھڑے ہو کر سلام کا جواب دو، کیونکہ وہ آل رسول ہیں، فالحمد للہ علی ذالک۔ (مشائخ نقشبندیہ اور حضور عالی ص)

اس پیراگراف سے جہاں اس بات کا علم ہوا کہ مفتئ اعظم ہند ساداتِ کرام کی بہت عزت کرتے تھے، وہیں ضمناً اس کا بھی علم ہوا کہ رفیق ملت کو دونوں ہی بزرگ قریب رکھتے تھے، حضور عالی نے مفتئ اعظم کے پاس تحفہ سلام دے کر کسی اور کو نہ بھیجا آپ کی نگاہ انتخاب نے کسی کو چنا تھا، تو وہ حضور رفیق ملت کی ذات تھی، اور مفتئ اعظم ہند نے جوابِ سلام پر عزت آفریں کے جملے ارشاد فرما کر حضور رفیق ملت کو اپنے جواب کا گواہ بنا دیا، تا کہ یہ واقعہ کبھی قرطاس وقلم کی زینت بنے تو کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔ الغرض حضور رفیق ملت ایک صاف ستھری سیرت کے مالک ہیں، نرم دلی، حسن مزاج وحسن اخلاق، انکساری، تواضع پسندی آپ کے وہ صفات ہیں جو کسی نا آشنا کو بھی شناسا بنا دیتی ہے، اللہ رب العزت آپ کی ظل عاطفت کو دراز فرمائے اور زمانہ دراز تک

آپ کا وجود مسعود طالبان علوم دینیہ پر سایہ فگن رہے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بقلم: ناچیز محمد منصور عالم نوری مصباحی،
مدرس دار العلوم عظمت غریب نواز پوسد مہاراشٹر۔

از: حضرت علامہ مولانا محمد توصیف رضا نوری پوکھریاوی
حال مقیم اجمیر شریف، راجستھان۔

# استاذ کی عظمت

اللہ تعالی نے ہمارے نبی ﷺ کو بحثیت معلم پیدا کیا، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آپ کی دلی حسرت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا، کاش میں معلم ہوتا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا ہے، میں اسے استاذ کا درجہ دیتا ہوں، علامہ اقبال فرماتے ہیں، استاذ دراصل قوم کے محافظ ہیں، کیونکہ آئندہ نسلوں کو سنوارنا اور ان کو ملک وملت کی خدمت کے قابل بنانا، انہیں کے سپرد ہے۔

استاذ الاساتذہ حضور رفیق ملت علامہ مولانا الحاج محمد نور الدین احمد نوری مدظلہٗ العالی فرماتے ہیں "استاذ اللہ کا ایک انمول تحفہ ہے جس کے بغیر انسان ادھورا ہے"۔

میں محمد توصیف رضا شکر گذار ہوں، حضور رفیق ملت کا، جنہوں نے بچپن کی وادی سے لے کر جوانی کی دہلیز تک ہر موڑ پر میری رہبری کی، رہنمای فرمائی، اپنی اولاد کی طرح رکھا، اور زیور علم سے آراستہ کیا، ادب واخلاق سے سجایا، مجھے علم دین سے محبت

کرنا سکھایا، میری تاریک زندگی کو روشنی عطا کی، میں ایک پتھر کی طرح تھا، تراش کر مجھے ایک ہیرا بنادیا، میں بنجر زمین کی طرح تھا، مجھے سینچ کرزرخیز بنادیا، بے ادب تھا، باادب بنادیا، میں بھٹکا ہوا تھا، راہ راست بتادی، تعلیم کے ساتھ ساتھ کامیاب زندگی گذارنے کا ہنر سکھادیا، اور آخرت سنوارنے کی راہیں بھی دکھادی،

واقعی حضور رفیق ملت کی ذات ایک سمندر کی طرح ہے، جو اپنے اندر بہت کچھ ہونے کے باوجود بھی بالکل پرسکون نظر آتی ہے، ایک چراغ کی طرح ہے، جو دوسروں کو روشنی دینے کیلئے خود کو جلادیتی ہے، بغیر کسی حرص وطمع کے پوری زندگی راہ خدا میں وقف کردی۔

حضور رفیق ملت نے اپنے شاگردوں کو اپنے ذاتی مفادات ومقاصد کیلئے کبھی استعمال نہیں کیا، استاذ وشاگرد کے مابین ایک تقدس بھرا رشتہ قائم رکھا، ادب وتعظیم کا تعلق استوار رکھا، دولت علم سے سرفراز ہوکر سرزمین ہند کے صوبوں میں خدمات انجام دینے والے اور دیار ہند کے کونے کونے میں علم دین کی شمع جلانے والے حضور رفیق ملت کے ان خوش نصیب شاگردوں کو اس طرف مبذول کرنا چاہوں گا کہ انسان دنیا میں کبھی بھی تنہا وقت نہیں گذارتا، وہ کئی رشتے ناطوں کے ساتھ جڑا رہتا ہے، ان میں سے کچھ رشتے خونی ہوتے ہیں، جبکہ بہت سے روحانی رشتے بھی ہوتے ہیں، اخلاقی اور معاشرتی طور پر بھی رشتے بنتے ہیں، ان رشتوں کی بھیڑ میں ایک رشتہ استاذ اور شاگرد کا بھی ہے، جو سارے رشتوں میں سب سے زیادہ معزز اور اہم ترین رشتہ ہے، اسلام میں بھی اس رشتے کی قدر مانی گئی، والدین کے رتبے سے استاذ کے رتبے کو بڑھکر قرار دیا گیا، کیونکہ دنیا میں والدین کے بعد اگر کسی پر بچے کی تربیت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تو وہ معلم یعنی استاذ ہے، استاذ ہی ہمیں دنیا میں جینا اور رہنا سکھاتا ہے، اور کتابوں کا علم سمجھنے اور سیکھنے میں مدد دیتا ہے، استاذ واجب الاحترام شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔

اسلام میں جہاں مسلمانوں پر حصول علم کو فرض قرار دیا گیا ہے، وہیں استاذ کی تعظیم بھی مسلمانوں پر ضروری قرار دی گئی ہے، جہاں اسلام نے علم کو روشنی کہا ہے، وہیں

استاذ کو مینارہ نور گردانا ہے، استاذ کو ایک معزز مقام دیا گیا ہے۔

حضور رفیق ملت کے جتنے بھی شاگرد ہیں، ہمیں فخر ہونا چاہئے کہ ہم نے ایسے بزرگ استاذ سے تعلیم حاصل کی ہے، جو تہجد گذار بھی ہیں، شب بیدار بھی ہیں، زندہ دل بھی ہیں، زندہ ضمیر بھی ہیں، نیک بھی ہیں، پارسا بھی ہیں، صلاحیت وصالحیت کے جامع بھی ہیں، جن کا دامن بے داغ ہے، جس کی زندگی کا ہر لمحہ یادالہی میں گزرتا ہے، جس کو عرصۂ دراز تک جہاں حضور مفتئ اعظم ہند کی تربیت کا فیضان ملا، وہیں حضور عالی کی صحبت میں رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا، جن کی ذات حضور مفتئ اعظم ہند کے فیض سے معمور رہی، وہیں حضور عالی کی نظر میں محبوب بھی رہی، جہاں وہ مفتئ اعظم کی نظر عنایت کا انتخاب ہیں، وہیں وہ حضور عالی کی زندہ کرامت بھی ہیں۔

ہمیں چاہے کہ ان کا ادب واحترام کرتے رہیں، ان کی صحت وعافیت کیلئے دعا کرتے رہیں، وہ ہمارے محسن ہیں، کامیابی انھیں بچوں کو ملتی ہے جو اپنے دلوں میں اساتذۂ کرام کا احترام رکھتے ہیں، اور اساتذہ بھی انھیں کو یاد رکھتے ہیں۔

تباہی اور ناکامی بھی اساتذہ کی بے ادبی میں ہے، سچ کہا ہے کسی سچے انسان نے کہ ادب ایک درخت ہے اور علم اس کا پھل، اگر درخت ہی نہ ہو تو پھل کیسے لگے گا، اللہ تعالی ہم سب کو اساتذۂ کرام کی خدمت وتعظیم اور ادب واحترام کی توفیق عطا فرمائے، اور رفیق ملت کا سایہ ہم پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

بقلم: محمد توصیف رضا
پوکھریا اتر دیناجپور بنگال۔

امیر لوح وقلم، چراغِ خانوادۂ حضور خواجہ بندہ نواز
حضرت علامہ مولانا سید محمد جعفر محی الدین حسینی شرفی الرضوی،
احمد نگر، فرسٹ لانسرز حیدر آباد۔

# حضور رفیقِ ملت ایک عبقری شخصیت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ہر دور میں پروردگار عالم چند ایسی ہستیوں کو پیدا فرماتا ہے، جن کے وجود مسعود کی برکتوں سے مردہ قلوب واذہان جلا پاتے ہیں، جن کو دیکھ کر لوگ راہِ راست پر آتے ہیں، جن کی صحبتیں تقرب الی اللہ کا باعث ہوتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، ابوالحامد الشاہ امام احمد رضا خاں وفاضل بریلوی، قادری، برکاتی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی ذاتِ مبارکہ سے کون واقف نہیں، آج تمام اہلِ علم وفن بلا جبر وکراہ ان کی دینی، علمی، مذہبی، ملی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا کے علمی آثار کے ساتھ ان کے تلامذہ وخلفاء کی ایک کثیر جماعت ان کی روحانی یادگار ہے جن میں ہر شخصیت اپنی علمی حیثیت کے اعتبار سے چراغِ انجمن کہلانے کی مستحق ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی علمی وروحانی یادگاروں میں اک اہم نام ان کے خلف اصغر تاجدار اہلسنت آل رحمٰن محی الدین جیلانی ابوالبرکات علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی قدس اللہ سرہٗ القوی کا بھی ہے جنہیں دنیائے سنیت حضور مفتیِ اعظم ہند کے نام سے جانتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے اس مبارک شہزادے نے اپنی ۹۲ ر سالہ حیات طیبہ میں جو عظیم انقلاب برپا کئے، آج پوری جماعت اہلسنت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند نے جس پر نگاہ ڈالی اسے اہلِ نظر بنا دیا، جس کا ہاتھ تھاما اسے دستگیری کی مسند پر بٹھادیا، جسے اپنے قرب سے نوازا اسے قربِ خداوندی میں پہونچا دیا، جسے اپنے دامنِ کرم میں جگہ عطا فرمائی اسے ساحل مقصود تک پہونچا دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہندوپاک کی بڑی بڑی قدآور شخصیتیں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے پائے ناز پر اپنی جبینِ نیاز کو رکھنا سعادت واقبال مندی کا نشان سمجھتی تھیں۔ بقول اوج یعقوبی۔

لیتے تھے درس ہوش اسیران علم وفن
بچوں کی طرح آتے تھے پیران علم وفن

مفسر اعظم ہند علامہ جیلانی میاں، حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارک پوری، مجاہد ملت حبیب الرحمٰن عباسی، مبلغ اسلام علامہ خوشتر صدیقی، غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی، مفتی محمد اعجاز ولی خاں بریلوی، قاضی شمس الدین احمد جعفری، مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، علامہ سید سید محمد علوی علوی المالکی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد لائلپوری، فقیہ ملت مفتی شریف الحق، علامہ ارشد القادری، علامہ تحسین رضا بریلوی، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی، مولانا فیض احمد سیالپوری، پاسبانِ ملت مشتاق احمد نظامی، قاضی عبدالرحیم بستوی، بلبلِ ہند مفتی رجب علی نانپاروی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری، علیھما الرحمۃ والرضوان ان میں سے کون ایسا ہے جسے مفتیٔ اعظم ہند نے اپنے الطاف بے مثال سے نہال نہ کیا ہو۔ ان میں سے کون ایسا ہے جس نے حضور مفتیٔ اعظم ہند کے دریائے فیض سے اپنی تشنگی نہ بجھائی ہو۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ کے خوان پُر فیضان سے مالا مال ہونے والے ان کے تلامذہ وخلفاء کی ایک بڑی تعداد اس عالم رنگ وبو سے عدم آباد کی طرف مراجعت کرچکی ہے۔ اس کے باوجود ''ابھی کچھ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے ان کو دیکھا ہے'' نہ صرف دیکھا بلکہ ان سے استفادہ کیا ہے۔ ان کی صحبت بابرکت کا فیضان پایا ہے۔ ان میں ایک بقیۃ السلف امانت اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ الشاہ قاری امانت رسول قادری پیلی بھیتی مدظلہ

العالی ہیں جن سے اس فقیر کو اجازت وخلافت حاصل ہے، دوسری شخصیت عارف باللہ استاذ الاساتذہ حضور مولانا رفیقِ ملت الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کی ہے جن کے بارے میں یہ فقیر اظہار خیال کر رہا ہے۔ حضور رفیقِ ملت سے شرف نیاز تو حاصل نہ ہوسکا مگر کئی علمائے کرام سے ان کے علم وتقویٰ، بزرگی وخدمات دینی کی حکایتیں سنی ہیں۔ بنگال کے شہر قاضی گاؤں میں مولانا کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، حضور رفیقِ ملت نے حضور مفتی اعظم ہند قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مدرسہ مظہر اسلام سے دستار فضیلت پانے کے بعد حصول روزگار کے لئے کسی بڑے شہر کا رخ نہیں کیا بلکہ اپنی عمر عزیز قاضی گاؤں کی ترقی اور وہاں کے لوگوں کی اصلاح میں صرف کر دی۔ حضور رفیقِ ملت نے جن بچوں کو دینی تعلیم دی وہ بچے آج بڑے بڑے مدارس اسلامیہ میں بحیثیت اساتذہ تشنگانِ علوم وفنون کو سیراب کر رہے ہیں۔ حضور رفیقِ ملت کو فیاض ازل نے ذاتی واضافی دونوں خوبیوں سے خوب خوب نوازا ہے۔ بزرگی، دینداری، تقویٰ شعاری، علما نوازی، طلبا پروری، مہمان نوازی، فصاحت اخلاقِ حسنہ، سادگی، اپنے لئے کفایت، غربا کے لئے کشادگی، اہلِ خاندان کے لئے کشادہ قلبی، پڑوسیوں کے لئے محبت ومروت، وغیرہ حضور رفیقِ ملت مدظلہ العالی کی امتیازی خوبیاں ہیں۔

حضور رفیقِ ملت حضرت مولانا نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کی زندگی کا روشن وصف انکی استقامت ہے۔ حضور رفیقِ ملت کی شخصیت وخدمات پر اب تک دو کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ ایک ''حضور رفیقِ ملت حیات وخدمات'' دوسری ''پیام حضور رفیقِ ملت'' آخرالذکر پیام حضور رفیقِ ملت میں حضرت کے ارشادات وملفوظات کو بڑے عمدہ واحسن طریقے سے جمع کیا گیا ہے۔ اور اب یہ تیسری کتاب ہے۔ جس میں حضور رفیقِ ملت کے بارے میں علماء کے تأثرات پیش کئے جا رہے ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں مولانا ذاکر حسین نوری فناء القادری صاحب اور ان کے جملہ برادران گرامی وتمام اہلِ خاندان کہ رفیقِ ملت جیسا اللہ والا انہوں نے پایا ہے، جس سے یہ خود بھی استفادہ کر رہے ہیں، اور دوسروں کو بھی استفادہ کا موقعہ دے رہے ہیں۔

آخر میں بس اتنا کہوں گا کہ بریلی شریف کی سرزمین پر میرے امام نے جو شمع روشن کی، حضور رفیقِ ملت بھی اسی شمع کی اک نورانی تجلی ہے جو نورالدین کے نام سے سارے بنگال کو روشن ومنور کرتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ اس تناظر میں، میں جب کسی سنی رضوی بزرگ کو دیکھتا ہوں تو بے ساختہ حضرت الحاج مرزا شکور بیگ صاحب کا یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

از: سید محمد جعفر محی الدین حسینی قادری شرفی الرضوی غفرلہ
احمد نگر فرسٹ لانسرز، حیدرآباد۔ دکن
۹/ ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ م یکم جولائی ۲۰۲۰ء بروز چہارشنبہ۔

از: حضرت علامہ مولانا توصیف رضا صاحب
پوکھریا ضلع اتر دیناج پور۔

## استاذ گرامی مرتبت حضور رفیق ملت علامہ مولانا الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہٗ العالی صاحب قبلہ۔

کسی اہل علم نے کیا خوب کہا ہے۔

علم و ہنر سے پاتی ہے انسانیت فروغ
انسان زندہ لاش ہے تعلیم کے بغیر

1959ء کی بات ہے، ہندوستان آزاد ہو کر ابھی چند برس ہی ہوئے تھے،

حکمران ہند اپنی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے میں لگے ہوئے ہی تھے، کہ ہندوستان و پاکستان کی تقسیم کے گل کھلنے شروع ہوگئے، دونوں ملک الگ الگ بھی ہوگئے، ابھی چند سال بھی نہ ہوئے تھے کہ پاکستان و بنگلہ دیش کے درمیان خط تقسیم کھنچ گیا، یعنی متحدہ ہندوستان کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا، ایسے حالات میں معیشت کا تباہ ہونا بھی ضروری تھا، جو ہوکر رہا، خاص کر بنگلہ دیش اور مغربی بنگال، ہند کے سرحدی علاقہ کی معیشت تباہ و برباد ہوکر رہ گی۔ جس کے برے اثرات مرتب ہوئے، لوگ فاقہ کشی پر مجبور ہوگئے،

سیمانچل کا پورا علاقہ بھی اسی زد میں تھا، خصوصاً ہندوستان کے وہ قریہ جات جو سرحد کے قرب وجوار میں تھے، ان کے حالات ناگفتہ بہ ہوگئے۔

گرنا باڑی کا علاقہ بھی اسی زد میں تھا، جس سے صرف کئی کیلومیٹر دور بنگلہ دیش کی سرحد ہے، ایک مفلوک الحال علاقہ جہاں لوگوں کیلئے شکم پروری بھی ایک مسئلہ بن گیا تھا، معاشی حالات نرے ابتر ہوگئے تھے، بھوک اور پیاس کے بطن سے جو تہذیب جنم لیتی ہے، وہ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تہذیب ہوتی ہے۔ لہذا یہاں کی زندگی بھی جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، تعلیمی وسائل کا فقدان تھا جس کی وجہ سے جہالت عام ہوگئی، جعل سازی وحیلہ بازی، مکر وفریب، بداخلاقی وبدکرداری، چوری و چماڑی، قتل وغارت گری، ڈکیتی ولوٹ ماری کا بازار گرم ہوگیا، ایمان وکفر، عدل وظلم، خیر وشر کے درمیان امتیاز اٹھ گیا، عوام الناس میں ایمان وایقان کی کمی صاف جھلکنے لگی، دور دور تک کوئی تعلیمی ادارہ نظر نہیں آ رہا تھا، جہاں نونہالان امت تعلیم سے آراستہ ہو سکیں، اس کمی کی خبر تھی پیکر ولایت سیدی شاہ حضور عالی علیہ رحمۃ الباری کو، جو اس ماحول میں بھی پیری مریدی کا فریضہ انجام دے رہے تھے، لیکن اساتذہ کا فقدان کسی ادارہ کی داغ بیل ڈالنے میں سد راہ بنا ہوا تھا، جب حضور رفیق ملت بریلی شریف سے فارغ ہوکر آئے اور حضور عالی کے دامن سے وابستہ ہوئے تو آپ کی نگاہ ناز نے تاڑ لیا کہ اس علاقہ کی جہالت کے سیاہ آسمان پر نور بکھیرنے کا فریضہ یہ بخوبی انجام دے سکتا ہے، تو آپ نے گرنا باڑی کے مریدوں سے زمین حاصل کر کے مدرسہ نور الایقان کی سنگ بنیاد

رکھی اور اس کی باگڈور حضور رفیق ملت علامہ الحاج محمد نورالدین احمد نوری مدظلہ العالی کے ہاتھوں میں تھمادیا، درس وتدریس، تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سونپ دی۔ الحمدللہ! پیرومرشد نے جس وثوق واعتماد کے ساتھ ذمہ داریاں دی تھیں، اس پر مکمل اترتے ہوئے حضور رفیق ملت نے ساٹھ سال تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا، اخلاص و للّٰہیت اور محنت ولگن کے ساتھ جٹے رہے، ہر کام بحسن وخوبی نبھایا، قربانیاں پیش کی، ہر تکلیف کو خندہ پیشانی کے ساتھ سہتے رہے، اور ادارے کو ترقی دیتے رہے، دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ نورالایقان، دارالعلوم نورالایقان کی طرف رواں دواں ہوگیا، میدان تعلیم و تربیت، تبلیغ ودعوت میں نمایاں رول ادا کرنے لگا، طلبا آتے گئے، جماعتیں بڑھتی گئیں، تعلیم بھی اونچی ہوتی رہی، اور تعلیمی اعتبار سے علاقہ میں اس کو اولین ادارہ ہونے کا شرف ملا، اور گھاس پھوس کا ادارہ دو پختہ عمارتوں کے ساتھ داد نظارہ دینے لگا۔ درس و تدریس کے علاوہ آپ کی وعظ ونصیحت، تقریر وخطابت، میلاد وفاتحہ، دعا وتعویذ میں شب وروز لگے رہے، انتھک محنتوں سے دین وملت کا بول بالا ہوا، اور پورے علاقے میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ دین وسنیت پر لوگ گامزن ہونے لگے، دینی وملی شعور بیدار ہوا، غفلت وجہالت میں لپٹی ہوئی انسانیت بیدار ہوگئی، لوگ حقیقت آشنا ہوئے اور ایک خوشگوار ماحول وجود میں آیا۔

حضور رفیق ملت کی ذات، ابر کرم بن کر چھائی رہی اور علاقہ کو جل تھل کرتی رہی اور گرنا باڑی کو علم وادب کا گہوارہ بناتی رہی۔

ساٹھ سالہ دور تدریس کا فیضان ہی ہے کہ آج ملک کے طول وعرض میں آپ کے شاگردوں کا ایک ہجوم نظر آتا ہے، جو خدمات دینیہ میں مصروف ہیں، کوئی مدرس ہے تو کوئی ناظم۔ کوئی امام ہے تو کوئی خطیب۔ جہاں جائیے، وہیں آپ کی درسگاہ کا کوئی نہ کوئی خوشہ چین نظر آ ہی جاتا ہے، آپ مدارس، مساجد، اور علما کی ترقی سے خوش ہوتے ہیں اور ان کی تنزلی سے کبیدہ خاطر ہوجاتے ہیں۔

حضور رفیق ملت دیکھنے میں یوں تو دبلے پتلے، نحیف وضعیف، کوتاہ قد ہیں لیکن

ان کے عزام بہت بلند اور ان کے خیالات کافی اونچے ہیں، رہن سہن سادہ، خوراک و پوشاک سادہ، مگر زہد وورع، تقوی و پرہیز گاری، طہارت و نظافت، عبادت و ریاضت، علم و عمل، عشق و عرفاں میں یگانہ روزگار ہیں، نہ تکلف و تصنع، نہ مدح پسندی و خود پرستی، نہ ریا و سمعہ بالکل سادہ مزاج شخصیت کے حامل ہیں، مگر گفتگو وزن دار، نپی تلی باتیں، طریقہ وسلیقہ سے ہمکنار، ہر سوال کا تشفی بخش جواب، گفتگو کی ابتدا چاہے کہیں سے ہو مگر انتہا قرآن و حدیث پر ہوتی ہے۔

حضور رفیق ملت، اپنی عمر کی نویں دہے سے آگے کی بہار دیکھ رہے ہیں، ضعف و نقاہت کے سبب دار العلوم نور الایقان چھوڑ چکے ہیں، اور فی الوقت اپنے گھر ''قاضی گاؤں'' میں رہتے ہیں، اپنے شہزادے حضور محب العلما معمار اہل سنت حضرت مولانا مفتی الحاج محمد ذاکر حسین نوری فناء القادری المصباحی صاحب کے قائم کردہ ''جامعہ حضرت مولانا نور الدین للبنات قاضی گاؤں'' کی سر پرستی کا فریضہ نبھا رہے ہیں، عبادت و ریاضت، دین داری و خدا ترسی میں مصروف رہتے ہیں، نہ ماضی میں کسی نام و نمود کی چاہت رہی، نہ اب کسی نام و نمود کے خواہاں ہیں۔

اللہ تعالی آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور ہم خوشہ چینوں پر آپ کا فیضان جاری رہے۔ آمین

از: محمد توصیف رضا پوکھریا
ضلع اتر دیناج پور بنگال۔

از: محمد فیضان رضا نوری میکانیکل انجینئر
خلف اکبر حضور محبّ العلما

# ایک جنونی عورت کے علاج کا آنکھوں دیکھا حال۔

میرے دادا حضور رفیق ملت حضرت علامہ مولانا الحاج محمد نور الدین احمد نوری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

انسان اشرف المخلوقات ہے، اشرف المخلوقات ہونے میں ہندو، سکھ، عیسائی، مسلم سب شامل ہیں۔لیکن کفار کالانعام ہیں، اور مسلمان کالانعام نہیں ہے، گویا مسلمانی ہی میں اشرفیت متحقق ہے۔

مسلمانوں میں بھی اللہ کے نزدیک معزز و مکرم اہل تقوی ہیں، اور تقوی کی بنیاد علم و عرفان ہے، اور صاحبان علم کو علما اور صاحبان عرفان کو عرفا کہتے ہیں، تمام مسلمانوں میں علما و عرفا اشرف و افضل ہیں، علما میں اشرف عرفا ہیں، ہر عالم اشرف ہے۔اس لئے عالم کی زبان میں تاثیر ہونی چاہئے۔جس عالم کی زبان میں تاثیر نہیں، وہ مفید انام نہیں ہوسکتا۔

الحمدللہ! حضور رفیق ملت اس قضیہ میں بھی ید طولی رکھتے ہیں، اور آپ کی زبان میں کافی تاثیر ہے، جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے، تلاش کی جائیں تو اس کی سینکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں۔ یہاں بطور شہادت ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو میرے سامنے واقع ہوا۔

## ایک جنونی عورت کے علاج کا آنکھوں دیکھا حال

27/اپریل 2019 اتوار کا دن ہے۔تقریبا پانچ بجے شام قاضی گاؤں میں پدر بزرگوار حضور محبّ العلما معمار اہل سنت مولانا الحاج مفتی محمد ذاکر حسین نوری فناء

القادری المصباحی کے پاس عمل جھاڑی کے کچھ لوگ آئے، اور ان میں سے ایک کہنے لگے کہ حضرت میری بیوی دو دن سے عجیب وغریب حرکت کر رہی ہے، خالص بنگالی زبان میں بات کرتی ہے، جب کہ اس کو بنگلہ زبان نہیں آتی، اور دیوی دیوتاؤں کے نام لیتی ہے، کبھی ہنستی ہے تو کبھی رونے لگتی ہے، گھر سے بھاگ بھاگ جاتی ہے۔ اس پر شاید جن کا اثر ہو گیا ہے، یا وہ بھوت کے قبضہ میں آ گئی ہے، اس کا علاج کر دیجئے۔

والد گرامی حضور محبّ العلما نے فرمایا کہ میں تو حیدر آباد رہتا ہوں، والد گرامی حضور رفیق ملت کی موجودگی میں میرا علاج کرنا مناسب نہیں ہے، وہ اس علاقہ کے سپریم کورٹ ہیں، سوپر پاور ہیں، ان کے سامنے میری حیثیت ہی کیا ہے، آپ لوگ ان کے پاس جائیے، گذارش کیجئے، وہ آسانی سے آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے، ان شاء اللہ مریضہ درست ہو جائے گی۔

وہ لوگ حضور رفیق ملت کی خدمت میں گئے، تو آپ نے ان کو حضور محبّ العلما کے پاس بھیج دیا، یہ کہکر کہ ان سے علاج کرا لیجئے، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ لوگ پلٹ کر حضور محبّ العلما کے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ آپ کے والد صاحب نے آپ کو علاج کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور محبّ العلما نے کہا کہ ٹھیک ہے، حضرت کا حکم سر آنکھوں پر، آپ لوگ مغرب کے بعد متاثرہ کو لیکر آئیے، دیکھ لیں گے، ہم سے جو ہوگا ضرور کریں گے ۔دراصل یہ لوگ عمل جھاڑی سکنہ بستی کے رہنے والے ہیں، متاثرہ کے شوہر کا نام محمد فاروق ہے، بعد مغرب آتے آتے وہ لوگ عشا کے وقت آئے، متاثرہ کے ساتھ اس کے شوہر، اس کی بیٹی، اور دیگر دو افراد تھے، ٹوٹو پر آئے۔ عشا کی اذان ہونے لگی تھی۔

حضور رفیق ملت اور حضور محبّ العلما نماز کیلئے چلے گئے، نماز ہوئی اور حضور محبّ العلما مسجد سے آئے اور علاج کرنے لگے، دم کیا تو جنی بھاگ گئی، دو چار منٹ کے بعد پھر واپس آ گئی، آپ نے فرمایا کہ بڑی سخت جان ہے، اور دھوکہ باز بھی ہے، بھاگ جاتی ہے، پھر آ جاتی ہے۔

آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا، تو کہنے لگی کہ مجھے قُم قُم، اگربتی، لوبان، اور ایک سفید ساڑھی چاہئے، مجھے دیدو، میں بھاگ جاؤں گی، ورنہ نہیں بھاگوں گی، یہ سارے سامان تم کو کیسے دیں، پوچھنے پر کہنے لگی کہ سب سامان خرید کر نیپال (ایک ہندو شخص کا نام ہے، جس کا گلاب پاڑہ ہاٹ میں گھر ہے) کو دے دیں، وہ گلاب پاڑہ ہاٹ میں جو مندر ہے، اس کے بت پر چڑھادے گا، تو مجھے مل جائے گا۔ حضور محب العلما نے منع کر دیا اور کہا کہ کچھ نہیں ملے گا، تجھے یوں ہی بھاگنا پڑے گا، لیکن حاضرین میں سے اس کے شوہر نے کہا کہ ٹھیک ہے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ کل اسلام پور سے سارے سامان خرید کر نیپال کو دے دوں گا، تو میری بیوی کو چھوڑ دے اور بھاگ جا۔ وعدہ کرنے کے باوجود بھاگی نہیں، فرمائش پہ فرمائش کرنے لگی۔

اسی حیص وبیص میں تھے کہ مولانا اسرائیل صاحب المعروف مولانا ادریس صاحب آگئے، وہ کہنے لگے کہ اس علاقہ کے سارے جن میرے ہاتھ میں ہیں، اور مجھ سے بڑا کوئی عامل نہیں ہے، لاؤ میں دیکھتا ہوں، کچھ پڑھنے لگے، پڑھتے رہے، پھونکتے رہے، مگر فائدہ ندارد۔ بھیڑ جمع ہوتے جارہی تھی، کھلیان میں علاج چل رہا تھا، مردوں کی بھیڑ، عورتوں کا جم غفیر، بچوں کا اژدھام، بڑھتے جارہا تھا، گل محمد صاحب، شہادت حسین، شفیق عالم، اکرام الحق، عمران صاحب، انوار الحق، پچاسوں لوگ جمع ہوگئے، ایک تماشہ بن گیا، لوگ تماش بین ہوگئے، مگر جنی تھی کہ بھاگنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

مولانا ادریس صاحب نے تیل منگایا، اور انوار الحق سے کہا کہ یہ دم کیا ہوا تیل اس کے کان میں ڈالو اور دونوں کانوں میں اپنی انگلی دباؤ، میں دعا پڑھتا ہوں، اس کو ہی نہیں اس کے باپ کو بھی بھاگنا پڑے گا، مگر جنی ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

مولانا ادریس صاحب تھک ہار کر کہنے لگے کہ اس عورت کو جن وِن کچھ نہیں ہے، یہ اپنے شوہر سے کچھ منوانا چاہتی ہے، جس کیلئے یہ نوٹنکی کر رہی ہے۔ گھر والے پریشان ہوگئے، اور کہنے لگے کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے، یہ سیدھی سادی عورت ہے، میاں بیوی میں کوئی ناچاقی بھی نہیں ہے، اس کو بنگلہ نہیں آتی، خالص بنگلہ بول رہی ہے، جو باتیں جانتی

تک نہیں، وہ باتیں بول رہی ہے۔

یہی سب کچھ چل رہا تھا کہ مسجد سے حضور رفیق ملت آ گئے، اور فرمایا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تماشہ کیوں ہے۔ حضور محبّ العلما نے کہا کہ حضور یہ جنی ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے، ہزار کوشش کے باوجود بھاگنے کیلئے تیار نہیں ہے، بھاگ جاتی ہے پھر واپس آ جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، اس کے سر پر کپڑا ڈلوایئے، پردہ کرایئے، اور ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں بٹھایئے، ویسا ہی کیا گیا تو آپ تشریف لائے اور متاثرہ کے کان کے قریب منہ لے جا کر اذان کے کلمات دہرائے اور کہا کہ چلی جا، تو وہ عورت بھاگنے لگی، لوگ پکڑنے گئے تو آپ نے منع کر دیا اور کہا کہ بھاگنے دو، کہاں تک جائے گی، بھاگتے بھاگتے مسجد کے کونے تک گئی اور بے ہوش ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ اسے ہوش آ جائے تو گھر لیکر جاؤ، ان شاء اللہ اب کبھی واپس نہیں آئے گی اور ایک تعویذ دیکر کہا کہ اس کو نہلا دھلا کر یہ تعویذ پہنا دو، محفوظ رہے گی۔

تھوڑی دیر بعد متاثرہ ہوش میں آ گئی، اور اپنی حالت پر خجل سی ہوتے ہوئے کہنے لگی، ان گندے کپڑوں میں میں یہاں کیسے آ گئی، کون لے آیا مجھے۔ ''چھی'' مجھے گھر لے چلو، اس حالت میں مجھے شرم آ رہی ہے۔

اس طرح کے مریضوں کو دیکھنے کا میرا پہلا تجربہ تھا، سوچنے لگا کہ اگر اس کو مینٹل ہاسپٹل لے جاتے، تو ڈاکٹرز اس کا کیا حال کرتے۔

اس واقعہ سے مجھے محسوس ہوا کہ حضور رفیق ملت دیگر خوبیوں کے ساتھ مستجاب الدعوات بھی ہیں، اور ان کی بات مافوق الفطرت مخلوقات بھی مانتی ہیں۔

از: **محمد فیضان رضانوری** (میکانیکل انجینئر)
خلف اکبر حضور محبّ العلما۔

ہماری مطبوعات
حضور محب العلماء
حیات و خدمات
بحر ذخار نور
BAHR-E-ZAKHHAR-E-NOOR
حیات اور کارنامے
MK Jamali, Cell: 7022786977.